کتنے دن اور ہیں

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعتِ احمدیہ کا تازہ منظوم کلام

جو جماعتِ احمدیہ انگلستان کے جلسہ سالانہ کے آخری روز مورخہ ۲ اگست ۱۹۸۷ء کو پڑھا گیا

آئے وہ دن کہ ہم جن کی چاہت میں گنتے تھے دن اپنی تسکینِ جاں کیلئے
پھر وہ چہرے ہویدا ہوئے جن کی یادیں قیامت تھیں قلبِ تپاں کیلئے

جن کے اِخلاص اور پیار کی ہر ادا، بے نفس، بے ریا، دلنشیں، دلربا
بے صدا جن کی آنکھوں کا کرب و بلا، کربلا ہے دلِ عاشقاں کیلئے

پیار کے پھول دِل میں سجائے ہوئے، نورِ ایماں کی شمعیں اُٹھائے ہوئے
قافلے دُور دیسوں سے آئے ہوئے، غمزدہ اِک بدیس آشیاں کیلئے

دیر کے بعد اے دُور کی راہ سے آنیوالو! تمہارے قدم کیوں نہ لیں
میری ترسی نگاہیں کہ تھیں منتظر، اِک زمانے سے اِس کارواں کیلئے

پھول تم پر فرشتے نچھاور کریں، اور کشادہ ترقی کی راہیں کریں
آرزوئیں مِری جو دعائیں کریں، رنگ لائیں مِرے میہماں کیلئے

میرے آنسو تمہیں دیں رمِ زندگی، دُور تم سے کریں ہر غمِ زندگی
میہماں کو ملے جو دمِ زندگی، تو ہے اَمرت وہی میزباں کیلئے

نور کی شاہراہوں پر آگے بڑھو، سال کے فاصلے لمحوں میں طے کرو
خوں بڑھے میرا تم جو ترقی کرو، قرۃ العین ہو سارباں کیلئے

تم چلے آئے میں نے جو آواز دی، تم کو مولا نے توفیقِ پرواز دی
پر کریں پُرشکستہ وہ کیا جو پڑے رہ گئے چشمکِ دشمناں کیلئے

میری ایسی بھی ہے ایک رودادِ غم، دِل کے پردے پہ ہے خون سے جو رقم
دِل میں وہ بھی ہے اِک گوشۂ محترم، وقف ہے جو غمِ دوستاں کیلئے

یاد آئی جب اُن کی گھٹا کی طرح، ذکر اُن کا چلا نم ہوا کی طرح
بجلیاں دِل پہ کڑکیں بلا کی طرح، رُت بنی خوب آہ و فغاں کیلئے

پھر افق تا افق ایک قوسِ قزح، رنگ اور نور کا طلسمِ دلربا
اُن کی سیرت کے پیکر کی انگڑائی بن کر، سجی زینتِ آسماں کیلئے

ہر تصور سے تصویر اُبھرنے لگی، نام بن کر زباں پر اُترنے لگی
ذکر کی ہر پری ایسی پیاری لگی، نُطق نے میرے بوسے زباں کیلئے

اُن کی چاہت مِرا مُدعا بن گیا، میرا پیار اُن کی خاطر دعا بن گیا
بخدا اُن کا ساتھی خدا بن گیا، وہ بنائے گئے آسماں کیلئے

حبس کیسا ہے میرے وطن میں جہاں پابہ زنجیر ہیں ساری آزادیاں
فقط اِک راستہ ہے جو آزاد ہے، یورشِ سیلِ اشکِ رواں کیلئے

ایسے طائر بھی ہیں جو کہ خود اپنے ہی آشیانوں کے تنکوں میں محصور ہیں
اُن کی بگڑی بنا میرے مشکل کُشا، چارہ گر کچھ غمِ بیکساں کیلئے

بن کے تسکین خود اُنکے پہلو میں آ، لاڈ کر، دے اُنہیں لوریاں، دِل بڑھا
دُور کر بد بلا یا بتا کتنے دِن اور ہیں صبر کے اِمتحاں کیلئے

ماہنامہ خالد ربوہ اگست ۱۹۸۷ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایڈیٹر ڈاکٹر عبدالسمیع خان

اِس شمارہ میں:

قیمت سالانہ ۲۵ روپے ؛ ماہانہ دو روپے پچاس پیسے ؛ ممالک بیرون ۱۵۰ روپے سالانہ

پبلشر: مبارک احمد خالد ؛ پرنٹر: قاضی منیر احمد ؛ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ ؛ رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۸۳۰

اداریہ

بلند ہمّتی

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

کسی نے حاتم طائی سے پوچھا کیا تُو نے دُنیا میں اپنے سے زیادہ کسی کو با ہمّت پایا؟ حاتم نے کہا۔ مَیں نے ایک دن چالیس اونٹ ذبح کیئے اور امرائے عرب کی دعوت کی تھی۔ اُس دن مَیں جنگل میں کسی ضرورت سے جا رہا تھا وہاں مَیں نے ایک لکڑہارے کو دیکھا جو سر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے جا رہا تھا۔ مَیں نے اُسے روک کر پوچھا۔ تو حاتم طائی کی دعوت میں کیوں نہیں جاتا وہاں ساری خلقت جمع ہے۔ لکڑہارے نے جواب دیا۔ جو کوئی اپنی محنت سے روٹی حاصل کر سکتا ہے اُس کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ حاتم کا احسان اُٹھائے۔ پس مجھے انصاف سے کہنا پڑتا ہے کہ مَیں نے اُس نوجوان لکڑہارے کو ہمّت اور جواں مردی میں سب سے زیادہ پایا۔

ہے خواہش میری اُلفت کی تو اپنی نگاہیں اُونچی کر
تدبیر کے جالوں میں مت پھنس کر قبضہ جا کے مقدّر پر

مَیں واحد کا ہوں دلدادہ اور واحد میرا پیارا ہے
گر تُو بھی واحد بن جائے تو میری آنکھ کا تارا ہے

تُو ایک ہو ساری دنیا میں کوئی ساجھی اور شریک نہ ہو
تُو سب دُنیا کو دے لیکن خود تیرے ہاتھ میں بھیک نہ ہو

(کلام محمُود)

آئی ہے گلزار سے بادِ صبا مستانہ وار

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ انگلستان

جماعت ہائے احمدیہ انگلستان کا بائیسواں جلسہ سالانہ ۳۱ جولائی، یکم و دو اگست کو بڑی کامیابی کے ساتھ ٹلفورڈ (اسلام آباد) میں منعقد ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے شمار رحمتوں اور برکتوں اور خوشیوں کا پیغام لے کر آیا۔ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور خطابات نے ایک دفعہ پھر دلوں کو گرما دیا اور احباب نے اپنے دلوں میں نیا ولولہ اور تازہ ایمان محسوس کیا۔ اس جلسہ کی مختصر روداد اور حضور کے ارشادات کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے۔

پہلا دن۔ افتتاحی تقریب

۳۱ جولائی ۱۹۸۷ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پنڈال میں چار بجے تشریف لائے۔ اس سے قبل حضور نے لوائے احمدیت لہرایا۔ اس جلسہ کی ایک نئی بات یہ تھی کہ اس میں بہت سے ملکوں کے جھنڈے بھی لہرائے گئے۔ مکرم حافظ مسعود احمد صاحب آف سرگودھا نے تلاوت قرآن کریم کی۔ نظم سے پہلے حضور نے فرمایا کہ آئندہ سے اردو کلام کے ساتھ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا عربی منظوم کلام بھی پڑھا جایا کرے گا کیونکہ اس میں اپنا ایک حسن ہے۔ اس کے بعد مکرم داؤد احمد صاحب ناصر آف جرمنی نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا منظوم کلام اس خوش الحانی سے پڑھا کہ پنڈال نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھا۔

حضور کا خطاب

اس کے بعد حضور تقریر کے لئے تشریف لائے اور تشہد و تعوذ کے بعد حضور نے سورۃ المائدہ کی آیات ۶۶ اور ۶۷ کی تلاوت فرمائی اور ان کی روشنی میں بتایا کہ دینِ حق ایک حسنِ کامل ہے جو دوسرے تمام مذاہب کے لئے سب سے زیادہ حوصلہ سکھلاتا اور دوسرے مذاہب کی عزت اور احترام سکھلاتا ہے اور قرآن کریم نے ہمہ گیر نظریہ پیش کیا ہے کہ خدا نے دنیا کے ہر حصے میں، ہر قوم کے لئے نذیر بھجوائے ہیں جن کا احترام ضروری ہے۔ یہاں تک کہ قرآن کریم جھوٹے خداؤں کا بھی عزت کے ساتھ نام لینے کی تعلیم دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ انہیں سب و شتم نہ کرو۔

حضور نے بتایا کہ یہ ایک ایسا اصول ہے جو امن کی ضمانت دیتا ہے اس کے لئے اس کی پیروی کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم نے اس اصول کو پیش کر کے حیرت انگیز عظیم الشان حوصلے کا مظاہرہ کیا ہے کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور جو یہودی کہلاتے ہیں اور دیگر مذاہب کے ماننے والے جو کسی نہ کسی کتاب سے منسوب

ہوتے ہیں ان میں جو بھی اخلاص کے ساتھ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے۔

فرمایا: دنیا کی کسی کتاب میں اس مضمون کی کوئی آیت دکھائی نہیں دیتی۔ اور اس مضمون میں عام وسیع تر انسانی اصول بیان کیا گیا ہے جس پر تمام دنیا کے انسان پرکھے جائیں گے۔

فرمایا: دین حق کی ضرورت سے کوئی مفر نہیں لیکن جو اپنے اعمال میں سچے ہیں جب تک اسے قبول کرنے کی توفیق نہیں پاتے، اللہ تعالیٰ ان پر اپنے فضل نازل فرماتا ہے۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے کہ تم اپنے ایمان کی سچائی کو ثابت کرو، اور جس تورات اور انجیل پر ایمان لاتے ہو، اس کو قائم تو کر کے دکھاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر اپنے فضل نازل کرے گا۔ قرآن بتاتا ہے کہ وہ قومیں جو ابھی ایمان نہیں لائیں، اُن کا ایک حال نہیں ہے بلکہ ان میں سے بعض ایسی جماعتیں ہیں جو اپنی تعلیم پر قائم ہیں، وہ راتوں کو اُٹھ کر عبادت کرتے ہیں اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔

فرمایا: جو شخص حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لایا، اُس پر کفر کا فتویٰ ہی لگے گا۔ لیکن یہ نہیں کہ وہ جہنم کا ایندھن ہے۔ خدا سچائی کے پیمانوں سے ماپے گا۔ جو تقویٰ کے اِس معیار پر پورا اُترتا ہے وہ دینِ حق کے پیغام کو جب بھی سُنے گا اُس کو قبول کرے گا۔

حضور نے بتایا کہ غیر قوموں اور غیر مذاہب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا ہرگز قرآنی تعلیم نہیں ہے بلکہ اس سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ ہر قوم میں بعض خوبیاں ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ اُن میں سے اکثر بدیوں کا شکار ہیں لیکن مومن کی یہ شان ہے کہ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اَخَذَھَا حَیْثُ وَجَدَھَا وہ نیکی کو جہاں پاتا ہے اپنی کھوئی ہوئی متاع سمجھ کر حاصل کر لیتا ہے۔ اِس لیئے ان قوموں کی خوبیوں کو سیکھیں اور ان کی بُرائیوں سے دامن بچائیں۔ لیکن بُرائیوں سے بچتے ہوئے خوبیوں سے انحراف کرنا درست نہیں ہے۔ وہ اخلاقِ حسنہ جو قرآن کریم سکھلاتا ہے وہ جہاں بھی غیر قوموں میں دکھائی دیتے ہیں، ان کو اپنانا اور تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اور پھر نیکیوں کی تعلیم دیں اور بُرائیوں سے روکیں۔ مومن تو نیک کاموں کی نصیحت کرنے کے لیئے وقف ہیں۔

فرمایا: یہ جلسہ چونکہ اہلِ یورپ سے تعلق رکھنے والوں کا ہے اس لیئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جہاد اُن پر فرض ہے۔ سوسائٹی میں ہر طرف نیک بات کی نصیحت کریں اور بُرائیوں سے روکیں۔ اور جو لوگ پہلے ہی ان کاموں میں مصروف ہیں ان سے تعاون کریں کیونکہ قرآن تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی کی تعلیم دیتا ہے۔ ایسی ایسوسی ایشنز جو غریبوں کی فلاح و بہبود کا کام کرتی ہیں اس کے معاون اور ممبر بنیں۔ اور مومن کا نصب العین یہ ہے کہ وہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتا ہے۔ اِس لیئے اِس طرح سچے خلوص کے ساتھ کام میں ہاتھ بٹائیں کہ آپ ان کے راہنما بن جائیں۔ تب آپ قرآن کے احکامات

پر دیانتداری سے عمل کرنے والوں میں شامل ہوں گے۔

فرمایا: پاکستان کے احمدیوں پر بھی ان سب باتوں کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ پاکستان میں بھی یہ برائیاں کثرت سے پھیل رہی ہیں۔ اس لیئے اخلاص کے ساتھ ان برائیوں کو مٹانے کا جہاد کریں اور اس وجہ سے کہ انہوں نے آپ کو دکھ دیئے ہیں آپ ان کی اس حالت کا تماشہ دیکھیں اور مدد نہ کریں، غلط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس انتباہ کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ جو تماشہ دیکھتے ہیں وہ بھی ہلاک ہوجاتے ہیں۔ اس لیئے اگر جماعت احمدیہ بے حسّی کا ثبوت دے گی تو اس کے امن کی بھی کوئی ضمانت نہیں۔

فرمایا: اس لیئے بڑی توجہ سے اس کام پر مستعد ہو جائیں اور باہر نکلیں اور لوگوں کو برائیوں سے روکیں مظلوموں کی مدد کے لیئے آگے بڑھیں۔

اس ضمن میں حضور نے احمدی وکلاء کی خدمات کو سراہا اور فرمایا کہ اگر وہ جماعت احمدیہ سے باہر بھی مظلوموں کی مدد کریں گے جو ظلم کی چکّی میں پس رہے ہیں اور خدا کے لیئے ان کی تائید کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے رزق کو کشادہ کر دے گا۔

فرمایا: پاکستان کے احمدیوں کے لیئے آج بھی ضروری ہے کہ اپنے ان بھائیوں سے بھی حسن سلوک کریں جنہوں نے جماعت احمدیہ پر ظلم ہوتے ہوئے دیکھے اور کوئی پرواہ نہ کی۔ اور جنہوں نے مدد کی یا مدد کرنے کی کوشش کی، ان سے احسان کا سلوک کریں۔ اگر کوئی احمدی ہر اس فرقے کو رد کرنا شروع کر دے جو احمدیت میں داخل نہیں تو یہ قرآن کی تعلیم کے سراسر خلاف ہوگا۔ اس لیئے تقویٰ اور سچائی سے کام لیں۔

اس کے بعد حضور نے افتتاحی دعا کروائی اور فرمایا کہ سورۃ فاتحہ بڑی عظیم الشان دعا ہے۔ اس لیئے آج اس دعا کو مختلف انداز سے، الٹ پلٹ کر اپنی ضروریات کے مطابق دعا کریں۔

افتتاحی دعا کے بعد حضور جلسہ گاہ سے تشریف لے گئے اور دوسرے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی جس کی صدارت برادر مظفر احمد ظفر صاحب نیشنل پریذیڈنٹ امریکہ نے کی۔ اور مقررین میں جناب بشیر احمد آرچرڈ صاحب اور صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب شامل تھے۔

دوسرا دن۔ یکم اگست

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت مکرم مبین الحق صاحب آف سویڈن نے کی۔ اس کے بعد سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا عربی منظوم کلام سید حسین القرق نے پڑھ کر سنایا۔ آپ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے قصیدہ یا عین فیض اللہ والعرفان کے چند اشعار پڑھے۔

اس کے بعد حضرت اقدس کا اردو منظوم کلام

شریروں پر پڑے ان کے شرارے ❊ نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی ÷ فسبحان الذی اخزی الاعادی

مکرم صفدر حسین عباسی صاحب نے ترنم کے ساتھ پڑھا۔

ٹوٹنگ کے ایم پی کی تقریر

اس کے بعد ٹوٹنگ کے ایم۔پی نے انگریزی میں تقریر کی۔ یہ گزشتہ سال بھی جلسہ میں تشریف لائے تھے اور تقریر کی تھی۔ اس تقریر میں انہوں نے جماعت کے تمام عالم میں پھیلنے کا ذکر کیا اور بتایا کہ یہ جماعت بہت ہی ہمدرد ہے اور پارلیمنٹ کے ممبرز کی طرف سے حاضرین کی خدمت میں سلام عرض کیا اور بتایا کہ پنڈال سے باہر جو اتنے ممالک کے جھنڈے لہرا رہے ہیں، یہ اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ یہ جماعت عالمی جماعت ہے اور صرف ان کو متحد کرنے والا ان کا ایمان ہے۔ اس کے بعد انہوں نے سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میری یہ بڑی سعادت ہے کہ مجھے اس جلسہ میں تقریر کرنے کا ایک بار پھر موقع مل رہا ہے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوسرے دن کے اس چار گھنٹے پر پھیلے ہوئے خطاب میں عالمگیر جماعت احمدیہ پر نازل ہونے والے افضال و برکاتِ الٰہی کا تذکرہ فرمایا۔

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

حضور کے اس خطاب کی ایک بہت نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ حضور نے اپنے خطاب کے دوران اس جلسہ میں شامل ہونے والے دو بادشاہوں کو حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے بابرکت لباس میں سے تبرک کے طور پر کپڑا عطا فرمایا۔ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا الہام

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

ایک دفعہ پھر بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا۔ اس جلسہ میں دو بادشاہ جو نائیجیریا سے تعلق رکھتے ہیں تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک بادشاہ کے ماتحت تقریباً سو چیف ہیں اور دو سو بچپن کے قریب گاؤں ہیں۔ اور دوسرے بادشاہ ایک سٹیٹ کے بہت بڑے OBA (اوبا) ہیں۔ اور اڈی روکو (IDI ROKO) جو نائیجیریا کا مشہور بارڈر ہے اور اسے ری پبلک آف بینن سے ملاتا ہے، سے اُن کا تعلق ہے۔ ان کے ماتحت دو مزید بادشاہ کام کرتے ہیں۔ اور ان کو اپنے علاقہ میں اس قدر عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کہ کسی کو اجازت نہیں کہ ان کے دربار میں جوتیاں پہن کر آئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان بادشاہوں کو سٹیج پر بلایا اور حضرت اقدس کے کپڑے کے مبارک ٹکڑے ان کو عطا کئے۔ انہوں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور دونوں نے اردو میں حضرت اقدس کے الہام :-

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

اور دوسرا الہام کہ :-

"میں تیری ..... کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

لوگوں کو بلند آواز سے پڑھ کر سنائے۔

حضور کا خطاب حضور نے فرمایا کہ یوں تو ایک باشعور انسان اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرتا رہتا ہے۔ اس امید سے ہر احمدی ایک باشعور انسان کہلانے کا مستحق ہے۔ لیکن بعض مواقع پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرنے اور اس کا شکر ادا کرنے میں تیزی پیدا ہوجاتی ہے۔ اور انسان خدا کے تقاضے پورے کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ آج ایک ایسا دن ہے جس میں جماعت کی روایات کے مطابق شکر کے جذبات اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کا ذکر جاتا ہے۔ سال بھر میں خدا تعالیٰ جتنے فضل لے کر آتا ہے، تھوڑے سے وقت میں اُن کا بیان ناممکن ہے صرف ایک ملک کی ایک ہی جماعت کو دیکھ لیا جائے تب بھی یہ ممکن نہیں کہ ایک دن کے خطاب میں انسان اللہ تعالیٰ کے اُن فضلوں اور رحمتوں کا حق ادا کرسکے۔

۱۱۴ ممالک میں احمدیّت داخل ہوچکی ہے

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ایک سو چودہ ممالک ایسے ہیں جن میں احمدیت داخل ہوچکی ہے۔ گزشتہ سال یہ تعداد ایک سو آٹھ تھی۔ امسال چھ ممالک کا ان میں اضافہ ہوا ہے ۱۹۸۴ء میں جب میں یہاں آیا تو ان ممالک کی تعداد جن میں احمدیت داخل ہوچکی تھی، اکانوے تھی۔ گزشتہ تین سال کے عرصہ میں، جو بظاہر جماعت کے لیے ابتلاء کا زمانہ تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل سے تیئیس (۲۳) نئے ممالک کا اضافہ ہوا۔

فرمایا: پچانوے سالوں میں اکانوے (۹۱) ممالک میں احمدیت داخل ہوئی تھی اور میرے یہاں آنے کے بعد اب صرف تین سال کے عرصہ میں، اور تین سال بھی وہ جس میں دشمن نے جماعت کو مٹانے کی پوری کوشش کی ہے، خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے تیئیس نئے ممالک احمدیت کو عطا فرمائے۔ اور امسال ۸۷-۱۹۸۶ء میں چھ نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔

اس کے بعد حضور نے ان چھ نئے ممالک کا، یعنی کانگو۔ پاپوا نیو گنی۔ فن لینڈ۔ آئس لینڈ۔ پرتگال اور NAURO کا عمومی تعارف کروایا۔

ایک قابلِ قدر تحفہ اس کے بعد حضور نے بتایا کہ جماعتِ احمدیہ کینیڈا کے ایک مخلص دوست مکرم چوہدری محمد الیاس صاحب نے یہ پیشکش کی ہے کہ وہ دسمبر ۱۹۸۸ء تک یعنی جوبلی کے سال سے پہلے سنٹرل امریکہ کے سات ممالک میں زمین اور مشن ہاؤس خرید کر جماعت کو بطور تحفہ پیش کرنا چاہتے

ہیں۔ یہ تحفہ سات اسیران راہ مولیٰ کی طرف سے خصوصاً اور باقی اسیران کی طرف سے عموماً ہوگا۔

نئی جماعتیں

پھر حضور نے مختلف ممالک میں نئی جماعتوں کے قیام کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا۔ اور بتایا کہ گزشتہ سال کے آغاز میں نئی جماعتوں کے قیام کے لئے جملہ مشنز کو خصوصی تحریک کی گئی تھی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال دو سَو چون نئی جماعتیں قائم ہوئی تھیں، امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپریل ۱۹۸۶ء تا مارچ ۱۹۸۷ء کے عرصہ میں دو سَو اٹھاون نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا ہے۔ یعنی گزشتہ دو سالوں میں پانچ سَو بارہ نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔

اس کے بعد حضور نے نئی جماعتوں کے قیام کے دوران جو ایمان افروز واقعات رونما ہوئے ہیں اُن کا بڑی ہی تفصیل سے ذکر فرمایا اور اِن واقعات میں جماعتِ احمدیہ گیمبیا کا حضور نے بڑی خصوصیت سے ذکر فرمایا۔

سَو ممالک مختلف مشنز کے سپرد کیے گئے تھے کہ وہاں نئی جماعتوں کے قیام، اُن کی ترقی اور استحکام کے لئے کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اِس منصوبہ میں بہت برکت ڈالی اور اس وقت تک بیسیوں ممالک میں اِس بابرکت سکیم کے تحت احمدیت کا نفوذ ہو چکا ہے۔

نئے مراکز

حضور نے بتایا کہ امسال اٹھائیس نئی عمارتیں اور قطعات خریدے گئے ہیں اور افریقہ کے اٹھارہ ممالک میں ایک سَو باسٹھ مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ براعظم یورپ میں نئے مراکز کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ گزشتہ دو سال کے عرصہ میں یورپ کے مختلف ممالک میں خرید کردہ مراکز کی تعداد آٹھ تھی۔ اِن کے علاوہ دو رہائشی عمارات بھی خریدی گئی تھیں جو اِس وقت بطور .... مراکز زیرِ استعمال ہیں۔ اِس طرح نئے مراکز کی تعداد دس ہو گئی تھی۔ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے سویڈن میں مالمو کے مقام پر بیت الذکر اور مشن کے لئے ایک عمارت خریدی گئی ہے۔ اور سپین میں غرناطہ کے مقام پر ایک قطعۂ زمین کی خرید بھی کی گئی ہے۔ اسی طرح آئرلینڈ میں زمین کا ایک بہت بڑا قطعہ خریدا گیا ہے جو شہر کے درمیان میں واقع ہے۔

امریکہ میں مراکز اور .... کے لئے جو زمینیں اور عمارات خریدی گئی ہیں، اُن کا حضور نے بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا اور بتایا کہ گزشتہ سال امریکہ میں پانچ نئے مراکز کی تعمیر کی تحریک کی گئی تھی اور اس خواہش کا اظہار کیا گیا تھا کہ اگر دس ہو جائیں تو بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خواہش میں بہت برکت ڈالی ہے اور صرف دو سال کے عرصہ میں دس نہیں بلکہ گیارہ نئے مراکز خریدنے کی جماعت کو توفیق ملی ہے۔ اور اس سلسلہ میں جماعت پر کوئی قرضہ نہیں۔ یہ سب جگہیں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے پرانے مراکز کے مقابلہ میں بہت وسیع اور کشادہ ہیں۔ اب سالِ رواں میں یہ سب بارہ مراکز ہو گئے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ میں نے بیوت الذکر کی تعمیر کے لیئے تحریک کی تھی ۔ گزشتہ سال خدا کے فضل سے دو سو چھ نئی بیوت الحمد اور مراکز نماز کا قیام عمل میں آیا تھا جبکہ گزشتہ سے پیوستہ سال ۸۵-۱۹۸۴ء میں نئے قائم ہونے والے مراکزِ نماز کی تعداد بتیس ۳۲ تھی ۔ امسال نئی تعمیر ہونے والی بیوت الحمد کی تعداد ایک سو چھتیس ہے ۔ جن میں سے تہتر ۷۳ تعمیر ہو چکی ہیں اور تریسٹھ زیرِ تعمیر ہیں اور اس طرح کُل چار سو بیوت الحمد تعمیر ہو چکی ہیں ۔

پھر حضور نے بڑی تفصیل کے ساتھ اپنی جاری فرمودہ دعوت الی اللہ تحریک کی کامیابی اور شیریں ثمرات سے جماعت کو آگاہ کیا کہ کس طرح نہایت کامیابی کے ساتھ اس تحریک کے شیریں ثمرات سے اللہ تعالیٰ جماعت کی جھولیاں بھر رہا ہے ۔

اس ضمن میں حضور نے گیمبیا کے داعیانِ الی اللہ کی دلچسپ کہانیاں بیان کیں اور اس کے علاوہ اور بھی دوسرے ممالک میں داعیینِ الی اللہ کے ساتھ جو واقعات پیش آتے رہے ہیں ان کو حضور نے بڑی تفصیل سے بیان فرمایا۔

بیعتوں کی تعداد کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ گزشتہ سال، گزشتہ سے پیوستہ سال کے مقابلہ پر خدا تعالیٰ کے فضل سے چھ ماہ میں دُگنی بیعتیں ہوئی تھیں ۔ امسال سال گزشتہ کے مقابلہ میں پہلے چھ ماہ کی بیعتیں دگنی سے بھی زائد ہیں ۔

اس ضمن میں حضور نے بڑا دلچسپ واقعہ بیان کیا کہ حضور نے یہ تحریک فرمائی تھی کہ ہر سال دُگنی بیعتیں ہونی چاہئیں لیکن جو یہاں ہماری بیعت کا ریکارڈ رکھنے والی خادمہ دین ہیں مسز نذیر، اُن کی حضور سے جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے حضور سے یہ ذکر کیا کہ حضور اس دفعہ تو جتنی بیعتیں آئی ہیں وہ پچھلے سال جتنی ہی ہیں اور آپ نے یہ جو فرمایا ہوا ہے کہ دو گنی بیعتیں ہونی چاہئیں مجھے لگتا ہے کہ یہ بات ابھی پوری نہیں ہوئی ۔ تو حضور نے فرمایا کہ ابھی تو جلسہ شروع ہونے میں دس پندرہ دن باقی ہیں ۔ دیکھو تو سہی کہ اللہ تعالیٰ کیا فضل فرماتا ہے ۔ چنانچہ دس دنوں میں وہ بیعتیں جو ڈاک میں رُکی ہوئی تھیں، وہ موصول ہو گئیں اور اُن بیعتوں کی تعداد گزشتہ سال سے بہت آگے بڑھ گئی ۔

شعبہ سمعی بصری

مختلف شعبوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے شعبہ سمعی بصری کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ شعبہ بہت عمدہ خدمات سرانجام دے رہا ہے اور ان کی سارے سال کی کوششوں کا بیان یہاں ناممکن ہے ۔ اب تک یعنی ۸۷-۱۹۸۶ء میں انہوں نے دو ہزار نو سو پچاسی (۲۹۸۵) گھنٹے جماعت کا کام کیا ہے ۔ اور چار سو پچیس (۴۲۵) گھنٹے کی ریکارڈنگ کی ہے اور چودہ ہزار (۱۴۰۰۰) کیسٹس بھجوائے ہیں ۔ گزشتہ سال ۱۶۰۰۰ کیسٹس انہوں نے بھجوائے تھے لیکن اس سال دو ہزار (۲۰۰۰) کی اس لیئے کمی آئی ہے کہ بعض ملکوں میں ڈاک کی خرابی کی وجہ سے کیسٹس نہیں پہنچتے تھے اس لئے انہوں نے

یہ کیسٹس وہاں بھجوانے بند کر دیئے ہیں۔

پھر حضور نے بتایا کہ انہوں نے ایک کیٹلاگ مجلس عرفان کی کیسٹس اور خطابات کی کیسٹس کا تیار کیا ہوا ہے جو بہت ہی عمدہ ہے۔ جس کے ذریعہ سے جس کیسٹ کی ضرورت ہو وہ انسان بڑی جلدی حاصل کر سکتا ہے۔

ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے ذریعہ کامیابیاں

ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ سے جماعت کی اشاعت کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اس میدان میں اس دفعہ جماعت احمدیہ کو حیرت انگیز ترقی عطا ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسی ایسی کامیابیاں ہوئی ہیں جن کی مجھے توقع بھی نہ تھی۔ دنیا کے سترہ ممالک میں ریڈیو اور ٹی۔ وی پر پروگرام نشر ہو رہے ہیں۔ حضور نے بتایا کہ میرے چھیاسی (۸۶) انٹرویو ریڈیو اور ٹی۔ وی پر ہوئے۔ اور انچاس گھنٹے بیس منٹ میرے انٹرویوز پر صرف ہوئے۔ ان کے علاوہ خطبات جمعہ اور مجالس عرفان کے ایک سَو نوّے گھنٹے کے پروگرام ٹی۔ وی کے ذریعہ دکھائے جا چکے ہیں۔

اس ضمن میں حضور نے کینیڈا میں ٹی۔ وی انٹرویوز اور ان کے عمدہ اثرات کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا اور بتایا کہ نائیجیریا کے مربی مکرم حمید احمد ظفر صاحب نے یہ بتایا ہے کہ ایک دن وہ شہر کے پُر رونق علاقہ میں ایک دکان پر کھڑے تھے کہ کار پر "احمدیہ مشن نائیجیریا" پڑھ کر ایک دوست اپنی کار سے نکل کر آئے اور اپنا تعارف کروایا کہ میں دماغی امراض کا ماہر ڈاکٹر ہوں اور ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ہوں۔ اور کلینکل پیتھالوجی ہاسپٹل بینن سٹی کا پریذیڈنٹ ہوں۔ اور مجھے بچپن سے دین سے شدید نفرت تھی مگر آپ کا ٹی۔ وی پروگرام دیکھ کر میری حالت بدل چکی ہے اور مجھے دین سے محبّت پیدا ہو چکی ہے۔

اسی طرح حضور نے بتایا کہ امسال دنیا بھر کے ایک سو اڑسٹھ (۱۶۸) اخبارات میں جماعت احمدیہ سے متعلق چھ سو انانوے (۶۸۹) خبریں اور مضامین شائع ہوئے ہیں۔ اور بعض اخبارات نے اداریے بھی لکھے ہیں۔

دَورہ جات

اس کے بعد حضور نے دورۂ کینیڈا اور دورۂ سوئٹزرلینڈ کا ذکر کیا۔ پھر مرکزی نمائندگان نے جو دورہ جات کئے ہیں اُن کا حضور انور نے تفصیل سے ذکر فرمایا۔

پھر حضور نے پرنٹنگ پریس جو ٹلفورڈ (اسلام آباد) میں قائم کیا گیا ہے اس کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور اس میں شائع ہونے والی دو کتب کو سٹیج پر سے احباب کو دکھایا جن میں سے ایک رشین زبان میں اور ایک سپینش زبان میں ہے۔

دیگر شعبہ جات

اس کے بعد حضور نے وکالتِ اشاعت کی رپورٹ پڑھ کر تفصیل کے ساتھ سُنائی اور اسی طرح جو ڈیسکس (DESKS) قائم کیے گئے ہیں اُن کی رپورٹ کا بھی ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ ترک اس وقت بڑی کثرت سے جماعتِ احمدیہ میں دلچسپی لے رہے ہیں اور جلال شمس صاحب نے جو کیسٹ تیار کی ہے اس کی وجہ سے بہت اچھے نتائج مرتب ہو رہے ہیں۔

اس کے بعد حضور نے نصرت جہاں سکیم کے تحت ہونے والے کاموں کا جائزہ بیان فرمایا اور پھر جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے نیک اثرات کا ذکر فرمایا۔

اس کے بعد تحریک شدھی اور تحریک وقفِ اولاد کا بھی ذکر فرمایا جس کا حضور نے ۳ر اپریل ۸۷ء کو ایک خطبۂ جمعہ میں ذکر فرمایا تھا۔

آخر میں حضور نے جماعت احمدیہ کے بجٹ کا بھی تفصیلی جائزہ جماعت کے سامنے پیش کیا۔ اسی طرح انگلستان کے رضاکاروں کا ذکر کیا جو ہمہ تن جماعت کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور رضاکارانہ طور پر جماعت کے کاموں میں ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ حضور نے خاص طور پر ان لوگوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ان لوگوں کے لیئے دعا کریں جو میرے آنے پر اس قدر خدمتِ دین بجا لا رہے ہیں۔ تاکہ مجھے یہ احساس نہ ہو کہ اگر میں پاکستان میں ہوتا تو اس سے زیادہ کام کر سکتا۔

اس ضمن میں حضور نے جماعت کے بہت ہی مخلص کارکن مکرم داؤد احمد گلزار صاحب مرحوم کا ذکر بڑے درد کے ساتھ فرمایا اور ان کی اولاد کے لیے بھی دعا کی تحریک کی۔ نیز حضور نے وکلاء کی خدمات کو بھی سراہا۔ اور خطاب کے آخر میں احباب جماعت کو دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی۔

حضور کا یہ خطاب ساڑھے آٹھ بجے شام تک یعنی قریباً چار گھنٹے جاری رہا۔

تیسرا دن — ۲ر اگست ۱۹۸۷ء بروز اتوار

اس اجلاس کی کارروائی کا آغاز بھی تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو ایک عرب دوست سید حسین الفرق نے کی۔ اس کے بعد سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا عربی منظوم کلام در شانِ قرآن کریم مراکش کے ایک احمدی نوجوان سید علی المهدی صاحب نے پڑھا۔ اس کے بعد مکرم محمد الیاس صاحب آف جرمنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے منظوم اردو کلام کے چند اشعار پیش کئے۔

؎ وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

حضور کا اختتامی خطاب۔ قرآنی نظامِ عدل کا بصیرت افروز بیان

حضور نے اپنے خطاب کا آغاز کرتے ہوئے سورۃ النحل کی آیت اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ کی تلاوت فرمائی اور اس آیت کی روشنی میں عدل کے مضمون پر خطاب فرمایا اور بتایا کہ اس موضوع پر خطاب کا آغاز ۸۲ء کے جلسہ سالانہ ربوہ سے ہوا تھا اور ۸۳ء کے جلسہ میں بھی یہی مضمون جاری رہا۔ ۸۳ء کے جلسہ کی اختتامی تقریر میں شہادات میں عدل و احسان کے مضمون پر قرآنی تعلیم کا ذکر جاری

تھا کہ وقت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے خطاب کو ختم کرنا پڑا۔ چنانچہ حضور نے دینِ حق کے نظامِ شہادات کے بقیہ حصّے کو بیان کرتے ہوئے جو اُس تقریر سے رہ گیا تھا، لین دین کے معاملات میں تحریر اور گواہی کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور قرآنی آیات کی روشنی میں دینِ حق کی پُر حکمت تعلیم کو نہایت مؤثر انداز میں پیش فرمایا۔

شہادات میں عدل

حضور نے بتایا کہ شہادات کا نظام صرف عام انسانی معاملات میں ہی نہیں بلکہ مذہب کی دنیا میں بھی جاری ہے اور خود خدا نے اپنی وحدانیت کی شہادت دی ہے اور توحید باری تعالیٰ کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے اور فرشتوں نے اور اولوالعلم نے گواہی دی ہے۔

حضور نے اِس مضمون کو بڑے لطیف انداز میں بیان فرمایا اور بتایا کہ انسانی فطرت کی گواہی اور کائنات اور زمانے کی شہادت بھی قرآن کریم نے پیش کی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم کے متعلق موسیٰ علیہ السلام کی کتاب میں قرآن کریم کے نزول سے کئی سو برس پہلے گواہی دی گئی تھی۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے ایک شاہد کی گواہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاہد ہونے اور آپؐ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک شاہد کے ظہور سے متعلق آیاتِ قرآنی کی روشنی میں مذہب میں شہادت کے مضمون کو نہایت حسین پیرایہ میں بیان فرمایا۔

آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی گواہیاں تو دُور تک ماضی میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آپؐ کے پیدا ہونے سے ہزاروں سال پہلے آپؐ کی آمد کا ذکر ملتا ہے۔ کتابِ موسیٰؑ اس پر گواہ ہے۔ اور گزشتہ تمام انبیاءؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گواہی دی ہے۔

پھر حضور نے قرآن کریم کی آیت فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ کے حوالے سے بتایا کہ آپؐ کی بعثت سے قبل پاک، مقدس اور بے داغ زندگی منکرین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف آپؐ کی صداقت پر ایک بیّن شہادت ہے۔

حضور نے انسانوں اور خدا تعالیٰ کے مابین شہادات کے نظام کو بھی مختلف آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں کھول کر بیان فرمایا۔ فرمایا کہ یہ مضمون اِس قدر دلچسپ، لطیف اور گہرا اور وسیع ہے کہ میں اس کے بعض پہلوؤں کی طرف صرف اشارہ کرتے ہوئے گزرتا ہوں۔ لیکن آپ کے لیے قرآن کریم نے کھڑکیاں کھول دی ہیں۔ ان کھڑکیوں سے آپ قرآن کریم کے علوم پر نظر دوڑائیں تو آپ پر قرآن کریم کی عظمت پہلے سے بڑھ کر شان کے ساتھ ظاہر ہوگی۔

معاہدات میں عدل

اس کے بعد حضور نے دینِ حق میں معاہدات کے تعلق میں عدل کا مضمون بیان کیا اور بتایا کہ یہ بھی بہت ہی وسیع ترین مضمون ہے اور اس کا آغاز

اُس معاہدے سے ہوتا ہے جو انسان اپنے ربّ سے کرتا ہے اور وہ بیعت کا عہد ہے۔ بیعت کیا ہے؟ اور ایک انسان کو خدا کے نام پر معاہدہ کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ اور قرآن کریم انسان کو کب اور کیوں خدا تعالیٰ کے نام پر بیعت لینے کا حق دیتا ہے؟ ان مضامین پر حضور نے بڑی ہی تفصیل سے روشنی ڈالی اور قرآن کریم کی آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ کی روشنی میں بتایا کہ یہ آیت بعض مخالفین کی طرف سے باعثِ اعتراض بنتی ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اس میں قرآن نے شرک کی تعلیم دی ہے حالانکہ یہ آیت شرک کے خلاف تعلیم دینے والی آیت ہے۔ شرک کی طرف مائل کرنے والی نہیں ہے۔ اور خدا یہ بتاتا ہے کہ کسی بشر کو یہ حق نہیں کہ وہ بیعت لے سکے۔ بیعت صرف صاحبِ اختیار لیتا ہے۔ اور حضور نے بتایا کہ انبیاء جو بیعت لیتے ہیں اُن کو خدا کی طرف سے یہ حکم ہوتا ہے کہ وہ بیعت لیں اور وہ خود بھی خدا کے ایک عہد کے پابند ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضور انور نے آیت میثاق النبیین کی روشنی میں نبیوں کے عہد کا بھی تفصیلی ذکر فرمایا اور اسی طرح بنی اسرائیل اور عیسائیوں سے لیے گئے میثاق کا ذکر کرتے ہوئے قومی معاہدات کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو سزائیں نازل ہوئیں اور جو ان قوموں کے بدانجام ہوئے ان کا بھی ذکر فرمایا اور بتایا کہ جو قومیں عہد شکنی کرتی ہیں اُن کے دلوں میں سختی آجاتی ہے اور وہ خدا کی لعنت کا مورد بنتی ہیں۔ اُن میں نفرتیں اور عداوتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور امن اُٹھ جاتا ہے۔

حضور نے عہد پورا کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سلوک کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے سورۃ الرعد کی آیات ۲۱ تا ۲۳ تلاوت فرمائیں اور بتایا کہ یہ کتنا عظیم الشان عدل ہے کہ وہ جو منکرین ہیں اور جو عہدوں کو نہ پورا کرنے والے ہیں اور عہدوں کو توڑنے والے ہیں وہ الدّار سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ لیکن وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں اور کبھی بھی خدا تعالیٰ کے عہدوں کو نہیں توڑتے، اُن کو اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ عطا کر دے گا جو قیامت کے دن خدا نے اُن کو پیش کرنا ہے۔

اسی طرح فرمایا کہ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ میں بھی عدل کا مضمون بیان ہوا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ یہ بیان فرما رہا ہے کہ کسی کو کسی چیز سے یا کسی نیکی سے یا کسی بات سے محروم کرنے کا حق نہیں جب تک کہ وہ اُس کو اُس سے اعلیٰ چیز نہ دے سکے۔ اس لیے باسی روٹی چھیننے سے پہلے تازہ روٹی دینی پڑے گی۔ ورنہ غریب جس حال میں ہے وہ راضی ہے۔ اگر بہتر حق دے سکتے ہو تو پھر تمہارا حق ہے کہ تم اُن سے بُری چیز لے لو اور بہتر چیز اُن کو دے دو۔

انفرادی معاملات میں عدل

فرمایا: قرآن کریم بندے اور خدا کے درمیان انفرادی معاملات تک بھی اپنی تعلیم کو پہنچاتا ہے اور وہ لوگ جو انفرادی عہد کو بھی پورا کرتے ہیں اُن پر بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل کی نگاہ ڈالتا ہے۔ اس ضمن میں حضور نے آیت قرآنی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا ..... کی تلاوت فرمائی اور اس آیت کی روشنی میں حضور نے حضرت

انس رضی اللہ عنہ کے چچا کا ایک واقعہ بڑی تفصیل سے بیان فرمایا جو جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا تو میں آئندہ جنگ میں ایسی شان سے لڑوں گا اور اپنی وفا کا اظہار اس شان سے کروں گا کہ اے خدا تو دیکھے گا کہ میں ممتاز مقام پا گیا ہوں۔ چنانچہ اُحد کی جنگ میں اُنہوں نے بڑی بہادری کا نمونہ دکھایا اور جب اُن کے جسم کو تلاش کیا گیا تو اُن کے جسم پر اسّی کے قریب گہرے زخم تھے۔

انفرادی معاملات کے ضمن میں حضور نے بیان فرمایا کہ اس طرزِ عمل کے برعکس لوگ بھی ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں اور پھر اُس کو پورا نہیں کرتے بلکہ توڑ دیتے ہیں۔

اس ضمن میں حضور نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں بہت غریب ہوں میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے رزق میں برکت ڈالے۔ اور جب خدا مجھے دے گا تو میں یہ کروں گا، وہ کروں گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رزق میں برکت کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے اُس شخص کو بہت زیادہ مال و دولت عطا کیا اور اُس کو بکریاں عطا کیں۔ جب وہ بڑا مالدار ہو گیا تو ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک نمائندہ اُس کے پاس گیا اور زکوٰۃ کا مطالبہ کیا تو وہ کہنے لگا آجاتے ہیں زکوٰۃ لینے کے لیئے۔ تمہیں یہ نہیں پتہ کہ ہم کس محنت سے کمائی کرتے ہیں۔ اُس صحابی نے جب یہ رپورٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ اس سے کبھی کوئی مال خدا کے نام پر نہیں لیا جائے گا۔ بڑی دیر کے بعد جب اس کو خیال آیا کہ یہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے تو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے معاف کر دیا جائے اور آئندہ سے میری طرف زکوٰۃ لینے کے لیئے نمائندہ بھیجا جائے تو اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے ہرگز قیامت تک کوئی مال نہیں لیا جائے گا۔ اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء نے بھی اس سے کوئی مال نہیں لیا زکوٰۃ کے طور پر، حالانکہ وہ اس قدر زکوٰۃ لے کر آتا تھا کہ وہ ایک وادی کے دو پہاڑوں کے درمیان آجاتی تھی لیکن خلفاء نے اُسے یہ کہہ کر ردّ کر دیا وہ مال جو ہمارے آقا و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہیں کیا ہم بھی ہرگز قبول نہیں کریں گے۔

حضور نے فرمایا کہ عہد شکنی کی عادت اتنی قابلِ نفرت عادت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بہت ہی ناپسند فرمایا ہے اور منافق کی تین علامتیں بتائی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہے کہ وہ جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور عہد شکنی کرتا ہے۔ اس ضمن میں حضور نے افریقہ کے ایک مقدمہ کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا اور اس کے بعد فرمایا کہ قرآن نے ہر عہد کے پورا کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور جماعت کو اس طرف توجّہ دلاتے ہوئے بتایا کہ عہد کی پابندی ایک بنیاد کے طور پر کرنی ہوگی۔

اس ضمن میں بڑی تفصیل کے ساتھ حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر روشنی ڈالی اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے اُسوہ کو پیش فرمایا اور بتایا کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معاہدات کو پورا فرمایا کرتے تھے اور کبھی کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہوا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفا نہ کیا ہو۔

اور پھر اسی ضمن میں حضور نے ذمّیوں کے حقوق کو پیش کیا جو اسلام نے پیش کئے ہیں۔ اور اس ضمن میں حضرت عمرؓ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نمونہ کو پیش کیا۔

آخر میں حضور نے یہ بتایا کہ یہ مضمون بہت وسیع ہے وقت کی کمی کے باعث میں آج کے دن اس مضمون کو یہاں ہی ختم کرتا ہوں۔ اگلے جلسہ پر اللہ تعالیٰ نے زندگی اور صحت دی تو اس مضمون کو بیان کروں گا اور اگر اس کی ضرورت جلدی محسوس ہوئی تو پھر خطبات میں بھی اس کو جاری کیا جا سکتا ہے۔

دعاؤں کی تحریک

اس کے بعد حضور نے احباب کو بڑے پُر حکمت اور شیریں الفاظ میں دعا کی طرف متوجہ فرمایا اور تمام ضرورتمندوں کے لیئے دعا کی تحریک کی اور خاص طور پر کارکنانِ جلسہ کے لیئے دعا کرنے کی تحریک فرمائی۔ اس ضمن میں حضور نے افسر جلسہ سالانہ مکرم ہدایت اللہ بنگوی صاحب کا بھی خاص طور پر ذکر کیا اور بتایا کہ جب میں آیا تھا تو ان کو دل کی تکلیف تھی اور ڈاکٹر کہتے تھے کہ یہ آج مرے یا کل مرے مگر یہ خدا کے دین کی خدمت میں بڑے مخلص ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص کی وجہ سے ان کی زندگی میں برکت ڈال دی ہے اس لیئے ان کے لیئے بھی خاص طور پر دعا کرنی چاہیئے اور ہمارا اوڑھنا اور بچھونا دعا ہونا چاہیئے۔ آپ دعائیں کرتے ہوئے آئے تھے اس لیئے دعائیں کرتے ہوئے ہی رخصت ہوں۔ سوتے ہوئے بھی دعائیں کریں، جاگتے ہوئے بھی دعائیں کریں۔ دعا کے بغیر حسین صورتوں جیسے چہرے بنانے کی توفیق نہیں ملتی اسلیئے جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے نمونوں کا ذکر کیا ہے ان نمونوں کو اپنانے کیلیئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں۔

قرآنی تعلیم بڑی حسین ہے، بڑی دلکش ہے لیکن اس پر عمل کرنا ہے بڑا مشکل۔ کیونکہ اس پر انسان اللہ تعالےٰ کے فضل کے بغیر عمل نہیں کر سکتا اس لیئے اس کے لیئے دعا کی بہت ضرورت ہے اور آپ کا آخری قدم خدا کی جانب ہے اس لئے جب تک خدا توفیق نہ دے اس وقت تک خدا تعالیٰ کی طرف انسان کا قدم نہیں بڑھ سکتا۔ اس لیئے دعائیں کریں اور دعائیں کریں۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ دعا سے پہلے حسب روایت میرا منظوم کلام پیش کیا جائے گا جو جرمنی کے دوست الیاس صاحب پیش کریں گے۔

اس سے پہلے ابراہیم ابوناب جو عرب دوست ہیں اور کینڈا سے آئے ہیں انہوں نے حضور ایدہ اللہ کی مدح میں جو عربی قصیدہ لکھا تھا وہ پڑھ کر سنایا اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ منظوم کلام پیش کیا گیا اور پھر دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

آپ بیتی

(جناب ڈاکٹر منصور احمد منصور کرنی)

ہمارے پیارے امام کہہ دیں کہ آرہے ہیں، ہم آرہے ہیں
کہ بات اشکوں سے بڑھ گئی اب لہو کی بوندیں گرا رہے ہیں

نظر کا جانا تو خیر تھا ہی مگر یہ سانسیں یہ دِل کی دھڑکن
یہ دھیرے دھیرے تمام رشتے بھی ہم سے دامن چھڑا رہے ہیں

نہ صبحدم کوئی کرن بھائے نہ چاندنی دِل لبھائے اپنا
یہ بے قراری کے لمحے ہم کو جَلا رہے ہیں رُلا رہے ہیں

ہَوا کے رُخ پر دِیئے جلا کر اور اپنے نینوں پہ زخم کھا کر
یوں آندھیوں کی تنی ہوئی گردنوں کو آقا جُھکا رہے ہیں

صداقتوں کے نشان آجا غموں سے بوجھل اداس چہرے
نہ جانے کب سے تمھاری راہوں کو تک رہے ہیں بُلا رہے ہیں

لہو سے تحریر کر رہے ہیں یقین کر لیں اے پیارے آقا
خدا گواہ ہے کہ اپنے زخموں کی آپ بیتی سُنا رہے ہیں

جو دیں اجازت تو بن کے منصور دار پر گنگنائیں ہم بھی
کہ قتل گاہوں کے سُونے آنگن جگر پہ چرکے لگا رہے ہیں

"افسردگی جو سینوں میں تھی دُور ہو گئی"

۱۸؍ اور ۱۹؍ جون کی درمیانی شب کو اللہ تعالیٰ نے حضرت امام جماعتِ احمدیہ کو اسیرانِ راہِ مولیٰ کے متعلق ایک اہم رُؤیا دکھائی جو حضور نے ۱۹؍ جون کو خطبۂ جمعہ میں بیان فرمائی۔ حضور کا رُؤیا اور اس میں دیا جانے والا پیغام حضور ہی کے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے ـــــــ

"رات جو مَیں نے رؤیا دیکھا جس کے نتیجے میں مجھے محسوس ہُوا کہ اللہ تعالیٰ یہ پسند فرماتا ہے کہ اُن کے ذکر کو چھیڑا جائے وہ یہ تھا کہ :-

ایک کمرے میں کچھ ایسے اسیرانِ راہِ مولیٰ اور دیگر دُکھ اُٹھانے والے دکھائے گئے جن میں سے بعض کے چہرے پر تھوڑی سی تھکاوٹ کے آثار تھے۔ کچھ پژمردگی سی تھی۔ اور کچھ ایسے تھے جو باہمت بیٹھے ہوئے تھے ان کو کوئی پرواہ محسوس نہیں ہوتی تھی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اُن میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کو مَیں معیّن طور پہ پہچان سکتا۔ میرے جتنے بھی بہت ہی عزیز اور پیارے قید ہیں اُن میں سے کوئی معیّن آدمی سامنے نہیں آیا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک عمومی تصویر دکھانا چاہتا تھا کہ یہ ہو رہا ہے۔

چنانچہ ان میں سے بعض جو ذرا سے پژمردہ تھے، زیادہ نہیں مگر چہرے پہ غم کے معمولی سے سائے تھے ان کی خاطر مَیں نے اُن کو مخاطب کرکے کہا کہ :-

ہم آپ کے لئے وہ سب کچھ کر رہے ہیں جو انسان کی طاقت میں ہے۔ کوئی خانہ نہیں ہے جو ہم نے خالی چھوڑا ہو۔ کوئی اسباب کا ایسا امکانی ذریعہ نہیں ہے جس کی ہم نے شدّت کے ساتھ پیروی نہ کی ہو۔ تلاش کرکے اُن راہوں پر نہ چلے ہوں جن سے آپ کو کسی قسم کی مدد مل سکتی ہو۔ لیکن محض یہ زمینی ذرائع نہیں ہیں جو ہم نے اختیار کئے ہیں یا کر رہے ہیں ہم آسمان کی طرف بھی متوجہ ہیں۔

اور یہ کہتے کہتے مَیں دیکھتا ہوں کہ ان چہروں پر بشاشت آجاتی ہے اور ایک عجیب عزم آجاتا ہے۔ لگتا ہے اُن کی کیفیت ہی بدل گئی ہے۔ ایک نیا ولولہ ہے جو اُن کے چہروں سے ٹپکنے لگا ہے۔ چنانچہ مَیں اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتا ہوں کہ :-

آسمان میں بھی جتنے کونے ہیں مَیں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اُن سب کونوں تک پہنچیں گے۔ جن تک

نہیں بھی پہنچے اُن تک بھی پہنچیں گے اور کبھی آپ کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔ کبھی آپ سے بے وفائی نہیں کریں گے۔ ہر آسمانی کونے پر ہم جائیں گے اور جو کچھ ہمارے بس میں ہے ہم آپ کے لئے کوشش کریں گے۔

جب مَیں "آسمان کے کونے" کہتا ہوں تو یہ چار کونے ذہن میں نہیں ہیں بلکہ یہ نقشہ ہے کہ آسمان پر بہت سے مخفی خانے ہیں۔ کونے اِن معنوں میں کہ نظر سے اوجھل ہیں اور ان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے منفعتیں اور مصلحتیں ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ہم ان کی بھی تلاش کریں گے اور اُن تک بھی پہنچیں گے اور کسی حالت میں بھی ہم اِس جہاد کو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔

یہ کہنے کے بعد مجھے اچانک خیال آتا ہے کہ یہ کہیں گے کہ زمین پر تو تم پہنچ سکتے ہو۔ ہم مان لیتے ہیں کہ ہر زمینی کوشش تم نے کی ہو لیکن آسمان کی بلندیوں پر کس طرح جاؤ گے اور کس طرح آسمان کے ہر کونے میں ہمارے لئے منفعتوں کی تلاش کرو گے؟

یہ سوال اُٹھتے ہی میرے ذہن میں جواب آتا ہے اور مَیں اُن کو یہ بتانے لگتا ہوں کہ رفتہ رفتہ خواب ختم ہو جاتی ہے اور بالکل غائب ہو جاتی ہے اور مکمل ہو جاتی ہے۔

وہ دو باتیں جو میرے ذہن میں آتی ہیں اور اُن کو مَیں پوری طرح بتا نہیں سکا کیونکہ خواب رفتہ رفتہ غائب ہو گئی وہ یہ تھیں کہ:۔

اِس دنیا میں بھی جو ہم کوشش کرتے ہیں وہ ساری کہاں کر سکتے ہیں۔ اور ان کوششوں کی حیثیت کیا ہے۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ ان کوششوں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ صرف ہمارا اخلاص دیکھتا ہے۔ ہماری نیّتیں جانچتا ہے۔ یہ معلوم کر لیتا ہے کہ ہم کمزوروں کی طاقت میں جو کچھ بھی تھا وہ سب کچھ ہم نے صرف کر دیا۔ صرف ایک خدا کی طاقت ہے جو دُنیا کے سارے ذرائع کو ہمارے حق میں حرکت میں لے آتی ہے۔ اور گویا ہم نے دنیا کے ہر امکان کی چھان بین کر لی اور ہر امکان سے استفادہ کی کوشش کر لی۔ تو جب مَیں نے یہ کہا تھا کہ کوئی خانہ نہیں جو ہم نے خالی چھوڑا ہو تو مراد یہ نہیں تھی کہ ہم نے واقعتاً ہر سبب کو اختیار کر لیا ہے۔ ہر ذریعے سے تمہاری مدد کی ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہم میں جتنی طاقت تھی وہ ہم نے کر لیا، لیکن خدا نے اُسے قبول کیا ہے۔ اور خدا نے سارے ذرائع کو متحرک کرنا ہے۔ اسی طرح آسمان کا معاملہ ہے۔ ہم تو جتنی ہماری پہنچ ہے اس کے مطابق ہی کریں گے۔ لیکن جب مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ ہم سب کونوں تک پہنچیں گے تو مراد یہ ہے کہ ہمارا خدا سب کونوں تک ہمیں پہنچائے گا اور ہمارا خدا ہر کونے میں مخفی مصلحتوں کو بروئے کار لائے گا اور متحرک فرما دے گا۔

یہ ہے وہ مضمون جو مَیں اُن کو سمجھانا چاہ رہا ہوں۔ مجھ پر پوری طرح واضح ہو گیا ہے لیکن اسکے بعد معلوم ہوتا ہے کہ خواب ختم ہو گئی۔ لیکن دوسرا پہلو بھی مجھ پر واضح ہے اور وہ بھی مَیں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں (اور یہ دونوں باتیں خدا ایک لمحے کے اندر مجھے سمجھاتا ہے)۔

وہ یہ تھا کہ ہم مرنے کے بعد جو لافانی اجر پاتے ہیں اس لافانی اجر پانے میں تو کوئی بھی ظاہراً انصاف نہیں پایا جاتا۔ ہماری عمر چھوٹی سی، ہماری دنیا کی نیک کوششیں بالکل حقیر اور معمولی سی ہیں۔ اور جب ہم مرجاتے ہیں تو اجر لافانی ہو جاتا ہے۔ یہ کیوں ہے۔ اسے لافانی نہیں ہونا چاہیئے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب ہماری کوششوں کا پھل ختم ہو جائے۔ ہماری کمائی جہاں تک پہنچتی ہے وہاں تک جاکر وہ پھل رُک جانا چاہیئے۔

مَیں نے کہا یہ بھی وہی بات ہے، اس کا بھی وہی فلسفہ ہے کہ خدا تعالیٰ یہ بتاتا ہے کہ اگر تم ہمیشہ کے لیئے زندہ رکھے جاؤ تو تب بھی وہ نیک اعمال اس تکمیل کے ساتھ نہیں کر سکتے جو میری رضا کا اس حد تک موجب بن جائیں کہ مَیں تمہیں لافانی اجر دوں کیونکہ جہاں بھی تمہارا اجر کاٹوں گا وہیں تمہاری کوشش فانی ہو جائے گی اور محدود ہو جائے گی اور اس کے بعد کا زمانہ پھر لافانی ہے۔ اس لیئے فانی کو لافانی سے کوئی نسبت ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر لافانی اجر کے لیئے لافانی محنت درکار ہو تو پھر اجر کا دَور آ ہی نہیں سکتا۔ اور اگر فانی اجر کے ذریعے لافانی اجر خدا نے دینا ہی ہے تو پھر لمبی تکلیف کیوں دے۔ پھر وہ تھوڑی سی آزمائش میں ڈالتا ہے اور پھر لافانی اجر کا سلسلہ شروع فرما دیتا ہے۔

یہ مضمون خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ مَیں اُن کو تسلی دوں کہ اِن معنوں میں ہماری کوشش آسمان کے ہر کونے تک ہو گی کہ ہم چھوٹی سی بھی چھلانگ لگائیں گے تو خدا اس کی پہنچ کو آسمان کی بلندیوں اور رفعتوں تک ممتد فرما دے گا۔ اور چند کونوں کی بھی تلاش کریں گے تو سب کونوں تک ہماری کوشش کا اثر پہنچ جائے گا۔

پس چونکہ یہ پیغام بہت اہم تھا اور مَیں سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ جب بھی فضل لے کر آئے گا اسی طرح جماعت پر فضل لے کر آئے گا۔ خواب میں جو حصہ مجھے بتایا گیا ہے یہ صرف اُن کے لیئے نہیں بلکہ ساری جماعت کو بتانے والا تھا اور اس ذکر سے مَیں امید رکھتا ہوں کہ پاکستان کے تکلیف اٹھانے والوں کو نئے حوصلے ملیں گے، اُن کو اللہ پر نیا توکل پیدا ہو گا اور ان کے ایمان کو جو پہلے ہی بہت مضبوط ہے نئی مضبوطی عطا ہو گی۔

بہرحال ان کو دعاؤں میں یاد رکھنا ہمارا فرض ہے۔ ان کے ذکر کو زندہ رکھنا ہمارا فرض ہے۔ اپنی محافل میں بھی، اپنے دیگر مشاغل میں بھی —— ذکر کے ذریعہ بھی اُن کو زندہ رکھیں اور دعاؤں کے ذریعے بھی اُن کی مدد کرتے رہیں۔ کیونکہ وہ ہم سب کا فرضِ کفایہ ادا کر رہے ہیں، ہم سب کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی نصرت فرمائے اور ان کی مشکلات کو جلد تر آسان فرما دے۔"

The Largest Processors of Fresh Fruit Products

Fruit Juices & Squashes, Jams, Jellies, Marmalades, Pickles, Ketchup, Garden Peas, Vegetables etc.

Shezan International Limited, BUND ROAD, LAHORE.

adcom 8198C15

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است

(محمد عثمان شاہد)

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است
دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکاں ندائے جلالِ محمدؐ است

وہ ذات جس کی حمد کے ترانے ملائکہ گاتے ہیں، جسے خدائے ذوالعرش نے رحمت بنا کر بھیجا، جسے اُسوۂ حسنہ قرار دیا، جس کی پرواز سدرۃ المنتہیٰ تک ہے، جس کا ہم سفر جبریلِ امین بھی نہ ہوسکا، کہ ایک مقام پر جا کر وہ روح الامین بھی رُک گیا، جس کے اخلاق کو دیکھنے والی ایک ہستی نے اُسے قرآن کا پرتو قرار دیا۔ اگر قرآن کی تفسیر کی تکمیل نہیں تو اس ہستی کے فضائل و شمائل کا بیان کیسے مکمل ہوسکتا ہے۔ خوب کہا ہے مشہور شاعر جگن ناتھ نے ؎

مدحِ حُسنِ مصطفےٰ ہے ایک بحرِ بیکراں
اس کے ساحل تک کوئی شیریں بیاں پہنچا نہیں

آنحضورؐ صفاتِ باری کے مظہرِ اتم تھے میرے آقا، میرے محمدؐ نے جہاں صفتِ رحمانیت کی چادر پہنی اور جلال اور محبوبیت کے لباس میں جلوہ گر ہوئے وہاں میرے احمدؐ نے رحیمیت اور جمال کے لباس میں بھی تجلّی فرمائی۔ آپؐ تو اخلاقِ فاضلہ کے بحرِ بیکراں تھے اور شمائلِ حسنہ کے ناپیدا کنار سمندر۔ آپؐ کی بعثت کی تو غرض ہی یہ تھی کہ آپؐ کے وجود باجود سے مکارمِ اخلاق کی تکمیل ہو۔ ہاں آپؐ ہی وہ کامل وفا شعار ہیں جن کا ایفائے عہد دشمن کے نزدیک بھی مسلّم ہے اور آپؐ ہی وہ انسانِ کامل ہیں جو صدق و امانت کے بلند مینار پر ایستادہ ہیں۔ یہاں تک کہ دشمن بھی پکار رہا ہے کہ خدا کی قسم محمدؐ جھوٹا نہیں ہوسکتا، وہ کبھی جھوٹ

نہیں بولتا۔

چنانچہ ایک سکھ اپنی تصنیف "محمدؐ کی سرکار" میں آنحضورؐ کو جوانی کی حالت میں صادق و امین کہنے کے بعد لکھتا ہے:۔

"عمر کے اس عالم میں صادق القول بننا بشر کی مقدور سے دُور ہے اور انسان کی طاقت سے باہر۔ یہ بات ہی کچھ اور ہے۔ آؤ لوگو دیکھو یہ طلسم حق ہے۔ اے آنکھ والو دیکھو تربیت کے سلسلہ کو برہم نہ کرو اور نرنکار کے نور کو اجسامِ خاک میں نہ ملاؤ۔ آؤ اس امین کو دیکھو یہ امن رُوپ ہے اور سُندر سروپ ہے۔ اے کانوں والو اس صادق کی سُنو۔ یہ کان قرآن ہے، یہ صداقت کا پیغام ہے۔"

آنحضورؐ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ صفوان کو ۱۰۰ اونٹ، پھر ۱۰۰ اونٹ اور پھر ۱۰۰ اونٹ دیئے اور اس پر سخاوت کی اتنی انتہا کر دی کہ اس کا دل بھر گیا۔ پھر ایک دفعہ ایک غریب سائل کو اتنی بھیڑیں دیں کہ راوی کہتے ہیں کہ ان بھیڑوں سے دو وادیاں بھر گئیں۔

سیدِ ولدِ آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی و غمخواری کا یہ حال تھا کہ ماریں کھا کر اور تکالیف اُٹھا کر بھی بار بار اپنی قوم کے لئے دعا کرتے:۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

آپؐ کی ہمدردی و غمخواری کا سمندر اتنا وسیع تھا کہ بائیکاٹ کرنے والے جب خدائی قحط کا شکار ہوتے ہیں اور آپؐ کا دشمن ابوسفیان آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور درخواستِ دعا کرتا ہے تو میرے آقاؐ کے ہاتھ بے اختیار بارش کی دعا کے لئے اُٹھ جاتے ہیں۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیکرِ عدل تھے، مجسّم انصاف تھے۔ عدل و انصاف کے ہر تقاضے کو پورا فرماتے، ہر فیصلہ عدل و انصاف کے مطابق کرتے اور کسی کی سفارش قبول نہ فرماتے۔ ایک موقعہ پر جب ایک چور عورت کی سفارش کے لیے حضرت اسامہؓ آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضورؐ نے بڑے جلال سے جواب دیا:۔

"لَوْ سَرَقَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُ یَدَھَا"

کہ اے اسامہ! یہ مجرم تو دُور سے میری برادری کا ہے خدا کی قسم اگر میری لختِ جگر فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔

ہر کس و ناکس پر آپؐ کی محبّت و شفقت کا دامن اتنا وسیع تھا کہ گویا آپؐ شفیق باپ ہیں اور لوگ آپؐ کی اولاد۔

غلاموں سے بہت حُسنِ سلوک سے پیش آتے۔ اس حُسنِ سلوک کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت زید بن حارثہؓ نے اپنے باپ اور بھائیوں کو یہ جواب دے دیا تھا کہ خدا کی قسم مجھے آنحضورؐ کی غلامی منظور ہے مگر تمہارے ساتھ جانا منظور نہیں۔

اللہ! اللہ! کیا حُسنِ سلوک تھا آنحضورؐ کا ہر طبقہ

حیات ہے کہ جو ایک دفعہ آپؐ کی غلامی میں آجاتا واپس جانے کا نام نہ لیتا۔

عفو و درگزر میں بھی آنحضورؐ کا نمونہ بے مثال ہے۔ میرے آقاؐ کو مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں ایسی دردناک تکلیفیں دی گئیں جن کو سُن کر ایک سنگدل انسان کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپؐ کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے گئے، لہولہان کیا گیا مگر اس کے باوجود آپؐ نے اپنے سب دشمنوں کو معاف کر دیا۔ ہاں اپنے چچا حمزہؓ کے قاتل کو بھی معاف کر دیا۔ اور پھر اسی پر بس نہ کی بلکہ حمزہؓ کا کلیجہ چبانے والی ہندہ کو بھی معاف کر دیا، ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو بھی معاف کر دیا۔ ہاں ہاں زہر دینے والی خیبر کی یہودیہ کو بھی معاف کر دیا۔

اللہ! اللہ! کیا عفو تھا اور کیا صفتِ درگزر تھی کہ اپنے خون کے پیاسوں کو بھی اِذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ کا اعلان کرتے ہوئے معاف کر دیا۔

ہاں ہاں یہی اخلاق و شمائل ہی تو تھے کہ جن کی بناء پر دشمن بھی آپؐ کے درشن کا متمنی ہے اور ہر دم آپؐ کے دیدار کے لئے بے چین و بے قرار ہو جاتا ہے چنانچہ ایک ہندو پروفیسر آنحضورؐ کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں :-

"اے پاک محمدؐ، اے حضرت مصطفیٰ! اے عرب دیش کے برگزیدہ یوگی! ، قربان جاؤں مَیں تیرے قدموں پر۔ اگر نہ ہوتا تیرا پاک وجود تو کس طرح سے رحمت کا نزول ہوتا قبائل عرب پر حقیقت میں تُو تھا ایک رحمت من الرحمان قبائلِ عرب بلکہ تمام جہان کے واسطے ...... اے اُمّی نامدار مَیں صدقے ہو جاؤں تیرے میٹھے اور پیارے نام پر۔ آتا ہے تیرا نام جب میری زبان پہ تو شہد کی مٹھاس سے بڑھ کر حلاوت پیدا ہوتی ہے میرے جسم کے انگ انگ پر.... ...مَیں ہوں ایک عاجز انسان تیرے در کا غلام ..... اے سچے اور حقیقت فہم۔ اے رسول زمینِ عرب و دیگر ممالک کہ لاکھوں بار درشن کروں مَیں تیرا اور نہ آرام لوں جب تک دیکھ نہ لوں آپ کو ایک دفعہ روز میں اور ہر رات میں، ہر صبح میں اور ہر شام میں۔ دے درشن تو کم از کم ایک دفعہ اور۔ اس ہند کے دیش میں تاکہ مٹ جاویں غلطیاں ساری۔ نظر آتی ہے تیری پاک ہستی لفظوں میں قرآن مجید کے اور آیتوں میں فرقانِ حمید کے۔"

کیا ہی خوب کہا ہے کہنے والے نے ؎

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دو سرا
کرے ہے روح قدس جسکے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اسکی مرتبہ دانی میں ہے خدادانی

اَے وطن!

(محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ)

اے وطن تیری قسمت کہاں کھو گئی
تیری تقدیر مُنہ ڈھانپ کے سو گئی
کاش کوئی تو ہو جو جگائے اِسے

سوچتی ہوں یہی
کیا یہی دیس ہے
کیا اِسی کے لیئے
اِتنی جانیں لُٹیں
خوں کی ندیاں بہیں
عصمتیں لُٹ گئیں۔ عزتیں لُٹ گئیں
دولتیں، ثروتیں، شوکتیں لُٹ گئیں
گردنیں کٹ گئیں
قربتیں مٹ گئیں
کیا اِسی کے لیئے
اب بھی کیا حال ہے
عصمتیں، عزتیں، دولتیں، ثروتیں
دین و مذہب کی تقدیس اور عظمتیں
کچھ بھی محفوظ ہے؟
ہاں زباں پہ، عقائد پہ پہرے لگیں
دشمنوں کے مظالم کا کیا تذکرہ
زخم اپنوں کے ہاتھوں ہی گہرے لگیں
اے وطن تیرے کھیتوں کی ہریالیاں
تیری فصلوں کی یہ جھومتی بالیاں
تیرے دریاؤں میں گو روانی بھی ہے
صاف و شفاف گو ان کا پانی بھی ہے
تیرے کہسار ہیں سربلند و حسیں
جگمگاتی تیری وادیوں کی جبیں
میرے اہلِ وطن نے مگر اے وطن
تیرے چہرے پہ کیسی سیاہی مَلی
دلکشی تیری سب خاک میں مل گئی
تیری آغوش میں جو پلے اور بڑھے
تیرے دشمن ہوئے تیرے درپے ہوئے
ہاں یہی تو ہیں جن کی عنایات سے
اور کرامات سے
جسم پہ تیرے ناسُور بڑھتے رہے
تیرے چہرے پہ بھی داغ پڑتے رہے
اور یہ عیش پر عیش کرتے رہے
یا پھر آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے
کھوکھلے نعرے ان کا وطیرہ رہا
اور ترا صحن تاریک و تیرہ رہا
درد کس کو تیرا فکر کس کو تیری
منتشر کارواں بے عمل راہبری
کون ان سے کہے

کون ہے جو سُنے

اونچی اونچی عمارات ہی کچھ نہیں
لمبے چوڑے خطابات ہی کچھ نہیں
عظمتِ قوم ہے حسنِ کردار میں
حسنِ اخلاق کی طرزِ اظہار میں
صرف باتوں ہی باتوں سے کیا فائدہ
کچھ عمل بھی تو ہو
سوکھی شاخوں سے، پتّوں سے حاصل ہے کیا
کوئی پھل بھی تو ہو
اے نگارِ وطن
تیرا سیمیں بدن
دلکشی، بانکپن
جامہ زیبی پھبن
کچھ بھی باقی نہیں
سب کہاں کھو گیا
نقش اب بھی ہیں گو خوبصورت مگر
رُوپ چہرے کا چیچک زدہ ہو گیا
کون ہے اب جو تیرا مسیحا بنے ؟
کون ہے اب جو تیرا مسیحا بنے ؟

آخری قسط

آپ بھی محقق بن سکتے ہیں

علمی تحقیق کا شوق رکھنے والوں کے لئے ایک رہنما مضمون

(ابن الحسین کے قلم سے)

مسئلۂ انتخاب :-

زیرِ تحقیق موضوع پر تحقیق کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس موضوع پر تحقیق کیوں کی اور اس کی نوعیت کیا ہے اور اس میں کتنا ادب معیاری اور بنیادی موجود ہے اور کن کن پہلوؤں پر طبع آزمائی ہوئی ہے۔ بالفاظِ دیگر تحقیق کا Incentive کیا ہے۔

ضرورتِ مطالعہ :-

زیرِ تحقیق موضوع کی کیا ضرورت تھی اور کس قسم کی اہمیت اور افادیت کا حامل ہے۔ وہ تمام تر ضروریات اور جزئیات کیا ہیں جو حقائق اور شواہد کی روشنی میں منطقی نتیجہ برآمد کر سکتی ہوں نیز اس تحقیق کے مکمل ہو جانے پر یہ کس ضرورت کو پورا کر سکے گی۔

اہمیت و افادیت :-

زیرِ تحقیق مسئلہ کے انتخاب کے اسباب و وجوہ واضح ہو جانے کے بعد ضرورت پوری ہو گئی تو پھر اس کی اہمیت اور افادیت کا سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس مسئلہ پر تحقیق کی کیا اہمیت ہے اور وہ کون کون سے فوائد ہیں جو اس تحقیق کی تکمیل پر حاصل ہوں گے۔ الغرض ان تمام افادہ کے پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کرنا ہو گی جو اس تحقیق سے براہِ راست یا بلاواسطہ تعلق رکھتے ہوں گے۔

غرض و غایت :-

زیرِ تحقیق مطالعہ سے وہ کون سے اغراض و مقاصد تھے جو پورے ہو سکیں گے جو مسئلۂ انتخاب کا سبب بھی بن سکیں۔ الغرض وہ تمام مقاصد اور اغراض جو اس کا ماحصل ہیں وہ قلمبند کی جائیں۔

مفروضہ :-

مفروضہ کسی تحقیق کے حاصل کلام کے نتیجہ کا دوسرا نام ہے۔ یا وہ چیز جو ثابت کرنا مقصود

ہے اور اس کے تمام پہلوؤں کے محرکات کا خارجی اور داخلی شواہد، دستاویزات، اعداد وشمار، تجزیہ و تحلیل اور علت و معلول سے منطقی استخراج کا نام ہے۔

قیاس کو پرکھنے اور جانچنے کے معیار:۔

مفروضہ میں جو ممکن حد تک نتیجہ مخصوص تھا اس پر کچھ ایسے قیاسات کیئے گئے جو مفروضے کے منفی اور مثبت حقائق اور شواہد کی روشنی میں نتیجہ برآمد کرتے ہوں ان کو جانچنے اور پرکھنے کے لیئے کچھ معیار مقرر کیئے جاتے ہیں انکی روشنی میں ان کو جانچنے اور پرکھنے کا عمل مراد ہے۔

سابقہ مطالعہ:۔

زیرِ تحقیق موضوع پر کام کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس موضوع پر پہلے کس حد تک اور کہاں تک کام ہو چکا ہے، اور کن پہلوؤں پر طبع آزمائی ہو چکی ہے اور وہ کون کون سے پہلو ہیں جو تشنہ رہ گئے ہیں۔ یا وہ تمام زاویہ ہائے نگاہ جو تحقیق کو نیا اسلوب دے سکتے ہیں یا جدید سائنسی اور تخلیقی ایجادات کی وجہ سے یا اقتصادی کشمکش کے کڑے دور کی وجہ سے تحقیق کا سبب بن سکیں۔ کیٹالاگ، اشاریہ جات، کتب خانوں کے کیٹالاگ، ناشرین کے کیٹالاگ، ذاتی مطالعہ، کتابیں، اخبارات اور رسائل کے مضامین اور کانفرنسز میں پڑھے جانے والے تحقیقی مقالات اس امر کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ کسی زیرِ تحقیق موضوع پر کیا کچھ لکھا گیا۔

وسعتِ مطالعہ:۔

آپ کے زیرِ تحقیق مطالعہ کی زمانی و مکانی اعتبار سے وسعت کیا ہوگی۔ تحقیق نمائندہ مصنف کی حد تک ہوگی یا صرف منتخب تصانیف زیرِ بحث آئیں گی یا تمام تر ایسی مطبوعات جو کتابیات سے معلوم ہو سکیں۔ نقد و نظر کے تبصرے، ادبیاتِ عالیہ یا کتب حوالہ یا خاص نمبر زیرِ تحقیق میں شامل ہوں گے۔

حدود و قیود:۔

زیرِ تحقیق مطالعہ میں اس امر کی نشاندہی کی جائے کہ زمان و مکان کے اعتبار سے اور کس قسم کا مواد شامل کیا جا رہا ہے۔ مزید یہ بھی واضح کیا جائے کہ کس قسم کے مواد کو شامل نہیں کیا جا رہا جیسے نعتیہ شاعری وغیرہ۔

مشکلات:۔

مشکلات کا ذکر کیا جائے۔ مثلاً

۱۔ نامکمل کیٹالاگ۔

۲۔ لائبریری میں تازہ ترین مطبوعات کا فقدان ہے۔

۳۔ کتابوں تک رسائی ناممکن ہو جاتی ہے۔

۴۔ پبلشر کے کیٹالاگ باقاعدگی سے شامل نہیں ہوتے۔

۵۔ کتابیات کی معلومات کا فقدان ہے۔
۶۔ اشاریات کا فقدان ہے۔
۷۔ اردو ٹائپسٹ کا مسئلہ ہے۔
۸۔ علماء سے ملاقاتوں میں دشواریاں ہیں۔
۹۔ خطوط کے جوابات میں مشکلات درپیش ہیں۔
۱۰۔ انٹرویوز میں خاصی دقّت لاحق ہے۔

● انتخابِ کتب:۔

زیرِ تحقیق موضوع میں جن کتب پر بنیاد رکھی گئی ہے جو کسی تحقیق کا ماحصل ہو سکتی ہیں وہ بذاتِ خود تحقیق کی دنیا میں کیا وقعت رکھتی ہیں۔ اس کے معیار سات ہیں۔

۱۔ مصنف کون ہے، اس کی تعلیمی اور علمی حیثیت کیا ہے اور اپنے مضمون میں کس حد تک مہارت رکھتا ہے۔
۲۔ دسترس:۔ جو کتاب اس نے لکھی ہے اس کے دائرہ کار میں کتنی وسعت ہے اور اس کا طریقۂ کار کس حد تک جدید سائنسی، فنی اور تحقیقی بنیاد پر استوار ہے۔
۳۔ اسلوب:۔ یعنی اندازِ تحریر کیا ہے کس طرح مضمون کو بیان کر رہا ہے۔
۴۔ ترتیب و تدوین:۔ اس کی ترتیب و تدوین کیسی ہے۔ آیا وہ مربوط بھی ہے کہ نہیں۔
۵۔ ظاہری ساخت:۔ چھپائی کیسی ہے، شکل اور جلد اور پرنٹنگ، وغیرہ کس قسم کی ہے۔
۶۔ خصوصیات:۔ اس کتاب کے اندر اشکال، تمثیلات، اعداد و شمار اور نقشہ جات وغیرہ۔
۷۔ حوالہ جات:۔ کہ جہاں جہاں اس نے لکھا کیا اپنی تائید اور اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت میں حوالہ جات مکمل طور پر دیانتداری سے پیش کرتا ہے یا نہیں۔ اس کی تحقیق کس حد تک بنیادی ماخذات پر مبنی ہے یا ثانوی ذرائع پر بھروسہ کیا ہے۔

● طریقہ ہائے کار:۔

اس میں زیرِ تحقیق موضوعات کو مرحلہ در مرحلہ، منزل بمنزل اور قدم بقدم بیان کیا جائے۔ بلکہ پہلا مرحلہ، دوسرا مرحلہ، تیسرا مرحلہ، چوتھا اور پانچواں مرحلہ کہہ کر بیان کیا جاتا ہے۔

پہلے مرحلے میں تو یقینی طور پر جو کتابیں لائبریری میں موجود ہیں۔

دوسرے مرحلے میں کیٹالاگ سے جو مواد میسر آسکا۔

تیسرے مرحلے میں جو مواد مطبوعہ کیٹالاگ سے مل سکا۔

چوتھے مرحلے میں وہ مواد جس کا علم ناشرین کے کیٹالاگ سے حاصل ہوا۔

پانچویں مرحلہ میں تحقیقاتی مقالہ جات تک رسائی۔
چھٹے 〃 〃 تحقیقاتی اداروں کی مطبوعات۔
ساتویں 〃 〃 کتب حوالہ سے فائدہ اٹھانا۔

آٹھویں مرحلے میں نجی کتب خانوں سے استفادہ۔
اور آخری مرحلے میں ذاتی گفتگو اور ملاقاتیں وغیرہ شامل ہو سکتی ہیں۔

ترتیب و تدوین :۔

زیرِ تحقیق موضوع کو کن کن منظور شدہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور ان کے ذیلی عنوانات کیا ہیں۔ الغرض ہر باب کا نہایت ہی مختصر تعارف خوبصورت الفاظ میں نثر کی صورت میں بیان کیا جاتا ہے اور آخر میں کتابیات، اشاریہ یا کوئی جدول یا شیڈول شامل کیا جاتا ہے۔

حاصلِ کلام :۔

زیرِ تحقیق موضوع کا ماحصل کیا ہے اسے مختصر الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے جو مسئلۂ انتخاب، غرض و غایت، مفروضہ کے تمام پہلوؤں اور قیاس کے پرکھنے کے معیار اور حدودِ مطالعہ کی بندشوں سے متصادم نہیں ہوتا۔

تحقیق کے مختلف میدان :۔

— سائنسی تحقیق۔
— تاریخی و دستاویزاتی تحقیق۔
— جائزہ۔
— شماریاتی تحقیق۔
— انفرادیات۔
— تجرباتی تحقیق۔
— کتابیاتی تحقیق۔
— تجزیاتی تحقیق۔
— تنقیدی تحقیق۔

دستاویزات :۔

دستاویزات کی اصطلاح کوئی نئی نہیں۔ موجودہ سائنسی اور تحقیقی دور میں اسے ایک فن اور ہنر کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ علمی مواد کی تیز رفتاری اور وسیع پیمانہ پر شائع ہونے کے باعث دستاویزات سازی کی اہمیت اور ضرورت بڑھتی جا رہی ہے۔
تحقیق میں اس فن کو کلیدی حیثیت حاصل ہے کیونکہ دستاویزات ہی کے ذریعہ سے ایک محقق کو اس کے مطلوبہ مواد کا علم اور حصول ممکن ہوتا ہے لہذا دستاویزات سازی ایک ایسا فن ہے جس میں تمام علوم و فنون پر معلومات یا دستاویزات کو معلوم کرنا، جمع کرنا، ان کی ترتیب و تدوین اور درجہ بندی کرنا اور اس کی ترسیل یعنی رسائی کے قابل بنانا ہے۔
اس کے متعلق مختلف اہلِ علم کی آراء ذیل میں تحریر کی جاتی ہیں :۔

- پروفیسر جے۔ ایچ شیرا نے دستاویز کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے کہ :۔

تمام انسانی سرگرمیوں کے شعبہ جات کی دستاویزات کو اکٹھا کرنا یا جماعت بندی کرنا اور ان کی تقسیم کے عمل کا نام دستاویزات سازی ہے۔

● پال ٹلیٹ کے مطابق تمام قسم کی روشن خیال سرگرمیوں کو جمع کرنے اور ذخیرہ کو رسائی کے قابل بنانے کا فن دستاویزات کہلاتا ہے۔

● سوئیز ریلیکسی کون نے دستاویزات کو "محققانہ مواد کی تنظیم اور استعمال" کہا ہے۔

● الطاف شوکت کے نزدیک "دستاویزات سے مراد مواد کی تمام اکائیوں بشمول معلومات، تحریر شدہ، طباعت شدہ، فلمیں اور ٹیپ وغیرہ لی گئی ہیں"۔[1]

دوسرے لفظوں میں دستاویز سے مراد دستاویزوں کو جمع کرنا، انکی ترتیب وتدوین اور انسانی سرگرمیوں کے تمام شعبوں میں ان کی نشرو اشاعت کرنا ہے"۔[2]

● لوئیس شور کے نزدیک "مواد کے مجموعہ پر کام اگر صرف ایک ذخیرہ کے متعلق کیا جائے تو یہ فن ایک کتب خانہ ہے اور اگر ایک خاص موضوع پر ہو تو یہ دستاویزات ہے"۔

الغرض دستاویزات ایک طرح سے تحقیقی کام ہے۔ ایک خاص موضوع پر شائع ہونے والی کتب اور رسائل کے مضامین کی جامع فہرست تیار کی جائے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کس خاص موضوع پر تحقیق کس حد تک کی جا چکی ہے تو یہ دستاویزات ہے۔

مختصر یہ کہ کوئی تحقیق بغیر دستاویزات کے تکمیل نہیں ہو سکتی۔ وہ تحقیق ہی کیا جو اپنی تحقیق میں دستاویزات شامل نہ کرے۔ آجکل کے ترقی یافتہ دور میں اس کے بغیر کوئی تحقیق، تحقیق نہیں ہوتی۔

● تاریخی و دستاویزی تحقیق:-

اس سے مراد مفروضہ کی جانچ پڑتال کے بعد موجود دستاویزات اور ریکارڈز جو کئی قسموں پر مشتمل ہوتے ہیں سے ان حقائق کو تلاش کرنا ہے اور ان کا تجزیہ کرنا ہے۔ ایسی دستاویزات، مطبوعہ، شخصی تاثرات، تحریری یا آثار قدیمہ اور جغرافیائی معلومات پر بھی مشتمل ہو سکتے ہیں۔

پھر ان دستاویزات کا داخلی اور خارجی شواہد سے جائزہ لیکر مطلوبہ نتائج اخذ کیے جاتے ہیں۔ اس تحقیق کو تمام تر شبہات سے بالا ہونا چاہیئے۔

یہ طریقۂ کار خاص طور پر تاریخ، لسانیات، ادب، فلسفہ اور متعلقہ مضامین کی تحقیق کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

● جائزہ اور سروے:-

یہ زیادہ تر سماجی اور تعلیمی علوم کے لیئے

---

[1] [2] الطاف شوکت، نظام کتب خانہ اشاعت دوم لاہور ۱۹۷۸ء صفحہ ۱۲۵-۱۲۹

استعمال ہوتا ہے۔ مختلف چیزوں کے جائزے لیے جاتے ہیں اور مشاہدات قلمبند کئے جاتے ہیں۔ پہلے چند نمونے تیار کیے جاتے ہیں پھر ان کی مدد سے جائزے لیے جاتے ہیں۔

تمام نمونوں کی مدد سے حاصل شدہ سروے کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ پھر مختلف اہلِ علم و ہُنر کے انٹرویوز لیے جاتے ہیں۔ ان کیلئے سوالنامے تیار کئے جاتے ہیں۔ وہ بھی ایک خاص فنی اور تکنیکی امر ہے اس کی بڑے گہرے غور و فکر کے بعد منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ پھر جائزوں کی بنیاد پر حقائق مرتب کئے جاتے ہیں۔

الغرض جائزوں کی مدد سے حقیقی اعداد و شمار حاصل کئے جاتے ہیں اور صحیح نتائج برآمد کیے جاتے ہیں۔ ان حقائق کی تلاش میں ماضی اور حال کا تقابلی جائزہ بھی لیا جاتا ہے۔

● شماریاتی تحقیق :-

اس کی زبان اور لب و لہجہ کا اظہار "اعداد و شمار" سے ہوتا ہے جو نہایت سادہ، واضح، صاف ستھری اور آسانی سے سمجھ میں آنے والی ہوتی ہے۔ اس کے سمجھنے بوجھنے کا رجحان

(i) Mean (ii) Median

(iii) Mode

سے ہوتا ہے۔

نیز اعداد و شمار کے رجحانات کو گراف کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔

اس طریقۂ تحقیق کا استعمال عام طور پر نفسیات، سماجیات اور معاشیات میں ہوتا ہے۔

اس تحقیق کے بنیادی فوائد یہ ہیں :-

۱۔ اس کے اعداد و شمار سے حاصل ہونے والے نتائج عام اندازوں سے کہیں زیادہ صحیح اور درست ہوتے ہیں۔

۲۔ تحقیق کے ڈیزائن میں جہاں یکسانیت کا فقدان پایا جاتا ہے اس کی فوراً نشاندہی کر دی جاتی ہے۔

۳۔ ایسے نمونے اور جائزے جن کی نمائندگی میں مشکلات در پیش تھیں اُن کو آسان تر کر دیتی ہے۔

● تجرباتی تحقیق :-

اس کے تین بنیادی اصول بیان کیے گئے ہیں :-

- معاہدہ کا طریق۔
- اختلاف کا طریق۔
- مشترکہ طریق

عام طور پر یہ طریقہ آلات اور تجربہ گاہ کی مدد سے اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے اکثر نمونوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ تجربہ گاہ میں آلات کے استعمال پر بڑی احتیاط اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

یوں تو ہر تحقیق میں بڑے صبر و تحمّل اور ڈسپلن کی ضرورت ہوتی ہے لیکن خاص طور پر اس طریقۂ تحقیق میں بڑے تحمّل اور ڈسپلن سے کام لینا پڑتا ہے۔

اس طریقۂ تحقیق کو عمرانی علوم کے لیئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

انفرادیات۔شخصی تحقیق :۔

کسی ادارہ، گروہ یا انفرادی شخصیت کے تدریجی ارتقاء کا جائزہ لینے میں مدد دیتی ہے اگرچہ اس طریقۂ تحقیق سے جو معلومات حاصل کی جاتی ہیں وہ عام طور پر انٹرویوز، شخصی دستاویزات، طبی، تعلیمی اور سماجی اداروں کے ریکارڈ پر مشتمل ہوتی ہیں۔

عام طور پر جب حقائق کی تلاش میں مشکلات درپیش ہوں تو پھر سائنسی اور فنی بنیادوں پر منطقی طریقۂ استدلال کے لیئے بھی طریق مدد دیتا ہے۔

کتابیات :۔

- اس کے بارہ میں فائیپل کہتا ہے :۔

"کتابیات کتابوں سے متعلقہ معلومات کو دریافت و مرتّب کرنے اور دوسروں تک منتقل کرنے کا فن ہے۔"

- مسز ہیچلر کا کہنا ہے :۔

"یہ وہ علم ہے جو کتابوں کی تفصیل بیان کرتا ہے اور ان کے مضامین، مواد اور مصنّفین کے متعلق دیگر کوائف (عام شکل و ہیئت، ترتیب مضامین، ایڈیشن، تاریخ) کے متعلق اندراج کرتا ہے۔

- لوئیس شورنر کا کہنا ہے :۔

"کتابیات تہذیب و تمدّن کے اس ریکارڈ کی ایک جامع فہرست ہے جس کا تحریری، مطبوعہ، تصاویر، نقشے، فلمیں، عجائبات، نوادرات، مخطوطات یا کوئی بھی ذریعہ ترسیل ہو۔"

- ڈاکٹر عبدالمجید نے لکھا :۔

"کتابیات کے بغیر ذخیرۂ علم خاموش اور گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے!"

- پروفیسر محمد عادل عثمان کے نزدیک کتابیات انسانی ترقی اور علوم کو نسل در نسل منتقل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

- تھامس بارسولیس نے کہا :۔

"بغیر کتابوں کے خدا خاموش ہے!"

پس ہر وہ چیز جس پر علم کو محفوظ کیا گیا ہو خواہ وہ مطبوعہ ہو یا قلمی، خورد بینی مواد ہو یا سمعی و بصری مواد جب مکمل کوائف کے ساتھ ایک خاص فنی حیثیت میں مرتب لوازمہ کی صورت میں تشکیل پا جائے تو کتابیات کہلائے گا۔ جہاں تک اس کی دسترس کا تعلق ہے تو اس میں یہ زمان و مکان زبان یا موضوع میں مقید نہیں۔ اس کو کسی بھی زبان،

علاقے اور کسی بھی موضوع پر مرتب کیا جا سکتا ہے۔

کتابیات کی اقسام :۔

۱۔ عالمگیر کتابیات :۔ یعنی عالمگیر موضوعات پر عالمگیر زبانوں میں مواد جمع کیا جائے۔

۲۔ قومی کتابیات :۔ مخصوص قوم یا ملک کی تخلیقات کا ریکارڈ مراد ہے۔

۳۔ تجارتی کتابیات :۔ جیسے ناشرین و تاجران اپنی مطبوعات کی تشہیر کے لیے بناتے ہیں۔

۴۔ موضوعی کتابیات :۔ جو کسی مخصوص موضوع پر ہو۔

۵۔ مصنفی کتابیات :۔ ایک مصنف کی کتب کو باضابطہ مرتب کیا جائے۔

۶۔ سوانحی کتابیات :۔ اس میں مختصر سوانح، اس کی تخلیقات اور اس پر موجود مواد کی نشاندہی مقصود ہے۔

۷۔ کتاب الکتابیات :۔ مختلف موضوعات پر مبنی کتابیات کو بحیثیت کتاب کسی کتابیات میں درج کرنا۔

۸۔ کتابیات اصناف الخاص :۔ اس میں مختلف اصناف کی مخصوص کتابیات کا شمار کیا جاتا ہے جیسے مخطوطات کی کتابیات، خورد بینی مواد اور سمعی و بصری مواد وغیرہ کی کتابیات۔

... ...

کتابیات بلحاظ زمانہ :۔

اس کی تین قسمیں ہیں :۔

۱۔ کتابیاتِ قدیم :۔ اس سے مراد وہ کتابیات ہیں جو ۱۴۹۹ء سے قبل کی ہیں۔

۲۔ کتابیات السابقہ :۔ ۱۴۹۹ء کے بعد کی وہ کتابیات جو ایک خاص دور کی مطبوعات پر حاوی ہوں۔

۳۔ مروّجہ کتابیات :۔ اس سے مراد وہ کتابیات ہیں جو موجودہ مطبوعات کی ہوں۔

کتابیات (مواد کے اعتبار سے)

اس کی دو قسمیں ہیں :۔

۱۔ مکمل یا مفصّل کتابیات :۔ کسی زمان و مکان، موضوع اور زبان کی کل مطبوعات پر مشتمل کتابیات مفصّل کتابیات کے زمرہ میں آتی ہیں۔ اس میں مواد کا انتخاب نہیں ہوتا بلکہ کسی موضوع پر موجود معلومات کا اندراج ہوتا ہے۔

۲۔ منتخب کتابیات :۔ منتخب اور معیاری کتب پر مشتمل کتابیات ــــ اس میں معیاری لوازمہ کا اندراج ہوتا ہے۔

کتابیات (طریقۂ کار کے لحاظ سے)

اس کی دو اقسام ہیں :۔

۱۔ پرائمری کتابیات :۔ اس میں منتخب کتابوں کا فرداً فرداً مطالعہ و تجزیہ کرنے کے بعد معلومات

کو احاطۂ تحریر میں لایا جاتا ہے۔ صحت کے لحاظ سے یہ مستند خیال کی جاتی ہے۔

۲۔ **ثانوی کتابیات** :- اس میں پہلے سے قلمبند منتخب اور مرتب شدہ مواد میں سے ہی مخصوص اغراض و مقاصد کے لیے ایک علیحدہ کتابیات کو ترتیب دیا جاتا ہے۔ مثلاً اردو میں سائنسی و فنی ادب سے اخذ کرکے صرف کیمیا پر کتابوں کی کتابیات ترتیب دی جائے۔

کتابیات (ساخت کے اعتبار سے)

اس کی یہ اقسام ہیں :-

۱۔ **اشاراتی کتابیات** :- اس میں مروّجہ کتابی تفصیل ہر عنوان کے بارے میں درج کرنے پر اکتفا کیا جائے

۲۔ **شرحی کتابیات** :- یہ وہ کتابیات ہے جس میں مروّجہ کتابی معلومات کے علاوہ چند لفظوں میں یا فقروں میں کتاب کے علمی مواد کی شرح پیش کی گئی ہو۔

۳۔ **توضیحی کتابیات** :- جس میں مروّجہ کتابی تفصیل کے علاوہ ہر کتاب پر مختصر تبصرہ کیا گیا ہو۔

۴۔ **تجزیاتی کتابیات** :- اس میں مروّجہ کتابی تفصیل کے ساتھ ساتھ کتاب کی ہیئت اور اس کی کیفیت کا تفصیلی جائزہ ہو۔ اس میں کتاب کی ظاہری خصوصیات کی ارتقائی تاریخ، تیاری کا طریقہ کار، کیفیت نامہ، اور طباعتی کیفیت کا تفصیلی جائزہ لیا جاتا ہے۔

۵۔ **مربوط کتابیات** :- جو بیانیہ صورت میں ہو اور متن میں مختلف اندراجات کی کتابی تفصیل بھی درج کر دی گئی ہو۔

فوائد :-

۱۔ اگر کسی ملک کا سارا کتابی سرمایہ کسی وجہ سے ضائع ہو جائے تو صرف یہی واحد ذریعہ ہے جو اس ملک کی کتابوں کے ذخیرہ کی تفصیل سے آگاہ کرتا ہے۔

۲۔ کتابیات سے ان کتابوں کا بھی سراغ لگانے میں مدد ملتی ہے جو نا پید ہو جاتی ہیں یا طباعت کے بعد نہیں ملتیں۔ نیز اس سے پتہ چلتا ہے کہ کس ملک میں کونسی کتابیں تھیں اور اب دسترس سے باہر ہیں۔

۳۔ کتابیات کے ذریعہ ایک محقق یہ جان سکتا ہے کہ کس موضوع پر اب تک کیا کچھ لکھا جا چکا ہے اور کیا لکھا جا سکتا ہے۔ نیز اس میدان میں اب کام کرنے کی کتنی گنجائش ہے۔

۴۔ کتابیات کے ذریعہ اپنے ملک کی اشاعتِ کتب اور طبقاتی ترقی یا تنزل پر نگاہ رکھی جا سکتی ہے اور یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ہمارے ملک میں علم کے کس شعبہ کو نمایاں مقام حاصل ہو رہا ہے۔

۵۔ کسی کتاب کی تفصیل، طباعت و اشاعت یا دوسری معلومات کتابیات سے حاصل کی جا سکتی ہیں اور اسی طرح کسی نامکمل کتاب کے

بارہ میں مکمل تفصیلات سے آگاہی حاصل کی جاسکتی ہے۔

۶۔ کتابیات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی معاشرہ تہذیب و تمدن کے اعتبار سے ترقی و پستی کی کس منزل پر ہے اور اس دور میں ترقی کی رفتار کیا رہی۔

۷۔ اس کے ذریعہ کتب خانوں میں مواد کا انتخاب کیا جاسکتا ہے اور یوں ایک معیاری کتابیات ہمیں گوناگوں فوائد سے بہرہ ور کرتی ہے اور کتابیات کے ذریعہ ہی کتاب کو دیکھے بغیر اس کی ظاہری ساخت اور علمی مواد سے انسان روشناس ہو جاتا ہے۔

کتابیاتی اطلاعات :-

۱۔ **مصنف** :- فردِ واحد، انجمن یا ادارہ سے اس کے معیار کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

۲۔ **عنوان** :- اس سے موضوع کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

۳۔ **تفصیلِ اشاعت** :- جیسے مقامِ اشاعت، ناشر اور تاریخ وغیرہ۔

۴۔ **تفصیلِ طباعت** :- اس میں قیمت اور صفحات وغیرہ مراد ہیں۔

۵۔ **اشارات** :- یہ مختصر دیئے جائیں جس سے نفسِ مضمون واضح ہو جائے۔

اشاریہ :-

اس کو انگریزی میں INDEX کہتے ہیں جو لاطینی زبان سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس کے معنے نشاندہی کرنے یا اشارہ کرنے کے ہیں۔ اشاریہ کا مقصد قاری کے سامنے کسی کتاب، مضمون یا اندراج کی پوری جزئیات (حروفِ تہجی کی ترتیب) کی نشاندہی کرنا ہے۔

عام طور پر کتابوں کے اشاریوں میں کسی شخص، جگہ اور کسی واقعہ کی حروفِ تہجی کے لحاظ سے نشاندہی کرنا ہے کہ وہ کس صفحے پر ہے۔ مثلاً :-

نام :- (۱) طاہر شریف احمد صٓ۲۵، ۴۱، ۵۷، ۶۹ وغیرہ

جگہ :- (۲) جناح کالج لاہور ۲۷، ۴۵، ۶۵

واقعہ :- (۳) جشنِ صد سالہ ۹۵، ۱۴۹، ۲۵۱

موضوعاتی اشاریہ :-

کسی ایک موضوع پر مطبوعہ مواد کی فہرست جو کسی کتاب میں موجود ہو اس کی نشاندہی کرنا "موضوعاتی اشاریہ" کہلاتا ہے۔ مثلاً :-

اسلام۔ ۱۰، ۲۴، ۳۰

دیگر مذاہب۔ ۵، ۴۰، ۴۵

سوشلزم۔ ۱۵، ۴۲، ۴۹

شدھی تحریک۔ ۱۷، ۶۰، ۶۷

قرآن۔ ۵۰، ۵۲

آیات ۶۰، ۶۹، ۸۲

بدر ۷۰، ۷۵، ۱۰۰

تبوک ۸۰، ۸۵، ۱۰۵

معجزات ۹۰، ۹۵، ۱۲۰

اخبارِ مجالس

آگے قدم بڑھائے جا!

خدمتِ خلق

قیادت نور راولپنڈی قیادتِ نور نے خدمتِ خلق اور عیادتِ مریضان کا ایک جامع پروگرام مرتب کیا ہے چنانچہ ۱۷ر جون کو ۱۰ خدام مقامی جنرل ہسپتال میں مریضوں کی عیادت کیلئے گئے اور ۲ کلو مٹھائی تقسیم کی گئی۔

۱۹ر جون کو ۲۹ خدام سول ہسپتال میں گئے اور ۲½ گھنٹہ میں ۱۲۵ مریضوں کی عیادت کی گئی۔ دو بے یار و مددگار مریضوں کو یکصد روپیہ نقد امداد دی گئی۔ کئی مریضوں کو ادویات دی گئیں۔ پھل پیش کئے گئے۔ اس مقصد کے لئے کل ۔/۵۲۰ روپے خرچ کیئے گئے۔

۱۷ر جولائی کو مقامی جنرل ہسپتال میں ۱۰۷ مریضوں کی عیادت کی گئی۔ ۳ گھنٹہ میں ۱۰۷ مریضوں سے ملاقات ہوئی۔ پانچ صد روپیہ کی مٹھائی، یکصد روپیہ نقد اور ۔/۶۴ روپیہ کی ادویات تقسیم کی گئیں۔

کوئٹہ جون میں ۲۰ خدام نے مریضوں کی عیادت کی۔ ایک مستحق کو ۔/۱۰۰ روپیہ نقد امداد دی۔ ضرورت مندوں کو ۲۰ جوڑے کپڑے مہیا کیے گئے۔ ۳۰ خدام نے دو بچوں کی تجہیز و تکفین میں مدد کی۔ ایک خادم نے ایک بوتل خون کا عطیہ دیا۔

دارالفضل فیصل آباد ۱۹ر جون کو اطفال و خدام ایک وفد کی صورت میں الائیڈ ہسپتال گئے اور ۱۷۵ مریضوں میں فروٹ پیک تقسیم کئے۔ دو احمدی ضرورت مند بھائیوں کو دو بوتل خون بطور عطیہ دیا۔ ایک غیر احمدی دوست کو ۔/۲۰۰۰ روپے بطور قرضہ حسنہ دیئے۔ سنٹرل لیب فیصل آباد کے تعاون سے کئی مریضوں کے فری میڈیکل ٹیسٹ کیئے گئے جن کی مالیت تین ہزار روپیہ ہے۔

تربیت

قیادت نور راولپنڈی خدام کو نماز باجماعت کا عادی بنانے کے لئے صلوٰۃ کمیٹی بنائی گئی۔ خدام کو نماز فجر سے قبل گھروں میں جاکر بیدار کیا جاتا ہے۔ بیت الحمد میں خدام کی اوسط حاضری ۴۸ تا ۵۰ خدام ہے۔

مغلپورہ لاہور دو روزہ تربیتی کلاس ۲۵، ۲۶ر جون کو منعقد ہوئی جس میں علمی اور ورزشی مقابلے بھی ہوئے۔

محمود آباد کراچی ۲۹ر اپریل تا ۸ر مئی تربیتی کلاس جاری رہی۔ روزانہ بعد نماز عصر ۸ خدام اور ۳ اطفال شریک ہوتے رہے۔ ابتدائی اور ضروری دینی امور سکھائے گئے۔

مریدکے مجلس کے دونوں سنٹرز میں ۲۳ر جون تا ۳۰ر جون ۱۹۸۷ء ہفتہ تربیت منایا گیا۔

اجتماعات

ڈرگ روڈ کراچی ۱۱، ۱۲ر جون ۱۹۸۷ء اجتماع منعقد ہوا۔ ۹۳ اطفال اور ۷۰ خدام نے شرکت کی۔ علمی و تربیتی تقاریر کے علاوہ دوران اجتماع علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے۔ محترم صدر صاحب مرکزیہ بھی تشریف لائے۔

مارٹن روڈ کراچی ۲۵، ۲۶ر جون ۱۹۸۷ء اجتماع منعقد ہوا۔ ۶۰ خدام اور ۳۳ اطفال نے شرکت کی۔ تربیتی تقاریر ہوئیں۔ علمی اور ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے۔ مجلس عزیز آباد اور مجلس گلشن اقبال کے خدام نے بھی اس اجتماع میں حصہ لیا۔

تعلیم

کوئٹہ ۲۱ر تا ۳۰ر جون ۱۹۸۷ء عشرۂ تعلیم منایا گیا۔ پانچ اساتذہ کرام کلاس لیتے رہے۔ مجلس حسن بیان کے لئے چار خدام نے اپنے نام لکھوائے۔ کلاس سے ۲۹ اطفال اور ۵۷ خدام نے استفادہ کیا۔

تحریک جدید

کوئٹہ خدام کے تحریک جدید میں ۲۲۶۳۴/- روپے کے وعدہ جات ہیں۔ ۱۶۹۶۱/- روپے کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ دوران ماہ ۳۸۰۰/- روپے وصولی ہوئی۔

وقار عمل

قیادت نور راولپنڈی ۱۲ر جون ۱۹۸۷ء کو قیادت نور کے ۳۳ خدام نے ڈھائی گھنٹے میں ایک مقامی قبرستان اور اس سے ملحقہ راستہ کو درست کیا۔

۲ر جولائی کو رات دس بجے وقار عمل کے ذریعہ بیت الحمد اور اس سے ملحقہ گلی اور سڑک کی صفائی کی گئی۔ وقار عمل ۵ گھنٹے تک جاری رہا۔ ۵۶ خدام نے حصہ لیا۔

اصلاح و ارشاد

قیادت نور راولپنڈی ۱۲ر جون کو بعد نماز مغرب مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی وڈیو کیسٹ بھی دکھائی گئی۔ یہ پروگرام ڈھائی گھنٹے تک جاری رہا۔

ضلع لاہور مئی ۱۹۸۷ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی جاری کردہ تحریک وقف عارضی کے سلسلہ میں چار صد سے زائد خدام نے وقف عارضی کے فارم پُر کئے۔

اعتماد

قیادت نور راولپنڈی جون ۱۹۸۷ء میں خدام کے چار اجلاس ہوئے جن میں اوسط حاضری ۹۶ فیصد رہی۔

صحتِ جسمانی

قیادت نور راولپنڈی ۲۶ جون ۱۹۸۷ء کو بمقام چھتر پکنک منائی گئی۔ مقامِ پکنک پر پہنچ کر خدام نے حضور کی خدمت میں دعائیہ خط لکھے۔ بعد ازاں مختلف ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اس پروگرام میں ۸۸ خدام نے شرکت کی۔

محمود آباد کراچی ۱۴ اپریل ۱۹۸۷ء کو ۱۹ خدام نے ۲۸ میل کا سائیکل سفر کیا۔ یہ سفر ۱۴ اپریل کو بعد نماز عشاء شروع ہو کر ۱۵ اپریل صبح ۳ بجے اختتام پذیر ہوا۔ راستہ میں خدمتِ خلق کے کام کئے جاتے رہے۔

بجھتی نہیں ہے پیاس اب آنکھوں سے کچھ پلا

آقا تیرا غلام تیرے پاس ہو کبھی
قدموں میں لوٹ جائے بدن گھاس ہو کبھی

تیرے قریب آؤں کبھی تجھ کو چھو بھی لوں
چپ چاپ دیکھتا رہوں پھر کچھ تجھے کہوں

تیری نگاہِ ناز کبھی مجھ پہ آ پڑے
روشن ہو روح دل کا میرا طُور جل اُٹھے

اٹھوں صبح تو دیکھ لوں چہرہ حضور کا
سوؤں تو دیکھ دیکھ کے مُکھڑا وہ نور کا

آقا میں تیری دید کے بن مر چلا ہوں آ
بجھتی نہیں ہے پیاس اب آنکھوں سے کچھ پلا

(طاہر عارف سرگودھا)

آخری صفحہ

دیانت

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ایک رفیق حضرت منشی اروڑے خان صاحب تھے۔ اُنہوں نے بہت ہی معمولی ملازمت سے ترقی کی تھی۔ پہلے وہ کچہری میں چپڑاسی کا کام کرتے تھے۔ پھر اہلمد کا عہدہ آپ کو مل گیا۔ اس کے بعد نقشہ نویس ہوگئے۔ پھر اور ترقی کی تو سر رشتہ دار ہوگئے۔ اس کے بعد ترقی پاکر نائب تحصیلدار بنے اور پھر تحصیلدار بن کر ریٹائر ہوئے۔

آپ کی آخری عمر میں ایک نوجوان نے آپ سے سوال کیا بابا! ملازمت میں کبھی رشوت تو نہیں لی تھی؟ حضرت منشی صاحب کے چہرے پر جوشِ صداقت سے بھری ہوئی سنجیدگی طاری ہوئی اور فرمایا:۔

"میں نے جب تک نوکری کی اور جس طرح اپنے فرض کو ادا کیا اور جس دیانت سے کیا اور جو فیصلے کیئے اور جس صداقت اور ایمانداری کے ساتھ کیئے اور پھر جس طرح ہر قسم کی نجاستوں سے اپنے دامن کو بچایا ہے یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ اگر سامنے رکھ کر میں اپنے خدا سے دعا کروں **تو ایک تیرانداز کا تیر خطا ہو سکتا ہے مگر میری وہ دعا ہرگز خطا نہیں ہو سکتی۔"**

(روزنامہ الفضل ۱۷ر جنوری ۱۹۷۶ء)

تیرا چلنا مبارک ہو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کسی بیمار کی بیمارپرسی کرے یا اللہ کی خاطر اپنے بھائی کی زیارت کو جائے تو ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ تجھے مبارک ہو اور تیرا چلنا مبارک ہو۔ تُو نے اپنی جگہ بہشت میں بنالی۔

(ترمذی)

Monthly **KHALID** RABWAH

Regd. No. L5830

AUGUST 1987